لاہور
ہفت روزہ
ندائے خلافت
40
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
مسلسل اشاعت کا
31 واں سال
تنظیم اسلامی کا ترجمان
21 تا 27 ربیع الاوّل 1444ھ / 18 تا 24 اکتوبر 2022ء

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نظام

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رسول برحق تسلیم کرنے والے ہر شخص پر آپؐ کی رسالت کا ایک حق یہ ہے کہ جس اسوۂ پاک کی پیروی کو وہ اپنی نجات کا واحد سبب یقین کرتا ہے، اس اسوۂ پاک کو تمام دنیا میں سربلند کرنے کی جدوجہد کرے۔ اللہ کی دی ہوئی ہر طاقت کے ذریعہ اس امر کی کوشش کرے کہ ہر انسان رحمۃ للعالمینؐ کے نمونۂ زندگی کے مطابق زندگی بسر کرے۔ دنیا والوں کو اپنی عملی شہادت سے یہ باور کرائے کہ انسانی فلاح کے لیے رحمتِ عالمؐ کا اُسوہ بہترین اور آخری اُسوہ ہے۔ مسلمان کو صرف اپنی زندگی کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پاک کے مطابق ڈھال لینا کافی نہیں ہے، بلکہ آپؐ کی سیرت پاک کو دنیا کے تمام طریقہ ہائے زندگی پر غالب کرنے کی کوشش کرنا فرض اوّلین ہے۔ سورۃ التوبہ آیت 33 میں ارشاد فرمایا گیا: ’’وہی اللہ ہے، جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے، تاکہ وہ اس دین کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کر دے، اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی برا معلوم ہو۔‘‘

یہ فرض رسولؐ کا ہے۔ اور رسولؐ کے بعد آپؐ کے نام لیواؤں کا ہے اور اس امت کا ہے، جو آپؐ کی امت ہونے کے صدقے میں بہترین امت قرار دی گئی ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 143 میں ارشاد فرمایا: ’’اور اسی طرح اے مسلمانو! ہم نے تم کو عادل امت بنایا، تاکہ تم عام لوگوں کے لیے شہادت حق کا فرض ادا کرو، اور رسول (آخرالزماں) تم پر شہادتِ حق کا فرض انجام دیں۔‘‘

یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی بہترین زندگی پیش کر کے تم کو اپنے حلقہ اطاعت میں شامل کریں۔ اور تم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں اپنی زندگی کو رنگ کر دوسروں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کا معترف کرو۔

مولانا اخلاق حسین قاسمی

اس شمارے میں

کیا وہ ہی نہ جانے گا جس نے......
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہمارے تعلق کی بنیادیں
ایران، افغانستان اور مغربی ایجنڈا
وہ نبیوں میں رحمت.....
زبان کی حفاظت
میڈیا ورکشاپ میں ندائے خلافت کا اعزاز

ابلیس اور ابلیسی لشکر کا آپس میں جھگڑا

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 94 تا 98

فَکُبۡکِبُوۡا فِیۡہَا ہُمۡ وَ الۡغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَ جُنُوۡدُ اِبۡلِیۡسَ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوۡا وَ
ہُمۡ فِیۡہَا یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰہِ اِنۡ کُنَّا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۹۷﴾ اِذۡ
نُسَوِّیۡکُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۸﴾

آیت: ۹۴ ﴿فَکُبۡکِبُوۡا فِیۡہَا ہُمۡ وَ الۡغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾﴾ ''پھر اوندھے ڈال دیے جائیں گے اس (جہنّم) میں وہ اور سب گمراہ لوگ۔''

آیت: ۹۵ ﴿وَ جُنُوۡدُ اِبۡلِیۡسَ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۹۵﴾﴾ ''اور ابلیس کے لشکر بھی سب کے سب۔''

آیت: ۹۶ ﴿قَالُوۡا وَ ہُمۡ فِیۡہَا یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۹۶﴾﴾ ''وہ کہیں گے' جبکہ وہ اس میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑ رہے ہوں گے:''

آیت: ۹۷ ﴿تَاللّٰہِ اِنۡ کُنَّا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۹۷﴾﴾ ''اللہ کی قسم! یقیناً ہم ہی تھے کھلی گمراہی میں۔''

آیت: ۹۸ ﴿اِذۡ نُسَوِّیۡکُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۸﴾﴾ ''جب ہم تمہیں تمام جہانوں کے پروردگار کے برابر ٹھہراتے تھے۔''

جہنّم میں تمام گمراہ لوگوں کو' ان کے معبودانِ باطل کو اور شیاطین جن کو اوپر تلے اوندھے منہ جھونک دیا جائے گا۔ یہاں وہ ایک دوسرے سے جھگڑیں گے۔ گمراہ لوگ اپنے معبودوں کو مخاطب کر کے اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے۔ وہ تسلیم کریں گے کہ انہیں اللہ ہی کو ربّ العالمین ماننا چاہیے تھا جو سب اختیارات کا مالک ہے اور وہی مغفرت بھی کر سکتا ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے اللہ کے مقابلے میں جھوٹے معبود گھڑ لیے' انہیں اللہ کے برابر ٹھہرا لیا اور یوں انہوں نے کھلی گمراہی میں پڑ کر خود کو برباد کر لیا۔

درسِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، شرطِ ایمان

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ)) (رواہ البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔''

تشریح: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ہر بندۂ مومن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور محبت ہونی چاہئے اور یہ محبت والدین، اولاد اور دنیا کی تمام محبوب چیزوں سے حتیٰ کہ اپنی عزیز جان سے بھی بڑھ کر ہونی چاہئے۔ جب تک کوئی شخص اس معیار پر پورا نہ اترے، اس کا ایمان بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی ذات سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایسی مثالیں پیش کیں کہ عقلِ انسانی حیران رہ جاتی ہے اور تاریخ کسی اور شخص کے بارے میں ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

21 تا 27 ربیع الاوّل 1444ھ جلد 31
18 تا 24 اکتوبر 2022ء شمارہ 40

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا وہ ہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟

عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ عدل اسلام کی روح ہے یا عدل اسلامی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ البتہ عدل کے بعد جس وصف نے اسلام کو دنیا کے تمام ادیان یا مذاہب سے ممیز کیا وہ توازن ہے۔ یہ توازن ہی ہے جو عادلانہ نظام کے چہرے پر نکھار پیدا کرتا ہے۔ یہ اہم بات واضح رہنی چاہیے کہ عدم توازن اچھی بھلی شے کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اس مرحلے پر بھی اسلام ہی دنیا کی رہنمائی کے لیے آگے آیا۔ اگر سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کریں تو یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ حضور ﷺ کی شخصیت کا ہر پہلو اگرچہ نرالی اور تکمیلی شان رکھتا ہے لیکن آپ ﷺ کی شخصیت کا توازن معجزاتی معلوم ہوتا ہے۔ خوشی اور شادمانی کا معاملہ ہو یا غم واندوہ کا، میدانِ جنگ ہو یا امن کی حالت، واسطہ جان کے دشمن سے پڑا ہو یا کسی جگری دوست کا معاملہ ہو۔ کیسی ہی جذباتی صورتِ حال کیوں نہ ہو نہ عدل کا دامن ہاتھ سے چھوٹا نہ توازن میں بگاڑ پیدا ہوا۔ ہم نے عدل کے ساتھ ساتھ جو توازن کی بات چھیڑی ہے تو وہ اس لیے کہ جب انسان اجتماعی زندگی کے حوالے سے معاشرے کے لیے قواعد وضوابط بنانے کے دور میں داخل ہوا تو وہ تین طبقات کے درمیان حقوق وفرائض کا کوئی ایسا توازن پیدا نہ کر سکا جو منصفانہ ہو، ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو، عظیم اکثریت کو قابل قبول ہو۔ وہ تین طبقات ہیں مرد اور عورت کے حقوق وفرائض میں توازن پیدا کرنا۔ آجر اور اجیر کے حقوق وفرائض میں توازن پیدا کرنا اور حکمرانوں اور عوام کے حقوق وفرائض میں توازن پیدا کرنا۔

آدم علیہ السلام سے ایں دم تک تاریخ کا مطالعہ کریں تو ان میں طبقات کے حوالے سے شدید عدم توازن نظر آتا ہے بالکل ایسے جیسے لکڑی کا کوئی تختہ درمیان میں ایک 'See Saw' پر ٹکا ہوا ہو اُس کے ایک طرف بوجھ ڈال دو تو دوسری طرف آسمان کا رخ کرے گی اور دوسری طرف بوجھ ڈال دو تو پہلا حصہ اوپر چلا جائے گا۔ ایک زمانہ تھا جب شاید دنیا بھر میں کہیں بھی عورت کو انسان نہیں سمجھا جاتا تھا۔ عورت آبادی میں اضافہ کرنے والی ایک مشین تھی جسے جب چاہا کباڑ خانہ میں پھینک دیا جاتا تھا۔ پاؤں کی جوتی کا محاورہ بھی اُس وقت بنا جب دنیا کچھ سنبھل گئی تھی۔ اور آج بات لیڈیز فسٹ سے شروع ہوتی ہے پھر کندھے سے کندھا ملا کر چلنے سے ہوتی ہوئی اُسے مرد کے کندھے پر چڑھا دیتی ہے اور مرد کے اعصاب پر بری طرح سوار کر دیتی ہے۔ آپ اُس سے ذرا اونچی آواز میں بولیں گے تو جیل کی ہوا کھانا پڑے گی۔ معاشرے کی روایات ہی نہیں ریاستی قانون سازی بھی یہ عدم توازن اور افراط وتفریط ختم نہ کر سکی۔ اسی طرح آجر اور اجیر کا مسئلہ بھی آج تک حل نہیں ہو سکا۔ کبھی مالک کو غلام کو مار دینے کا حق بھی حاصل تھا پھر کچھ بہتری آئی تو صرف اتنی کہ مزدور کو سرمایہ دار اتنے پیسے دے دیتا تھا کہ وہ بمشکل جان وجسم کا رشتہ برقرار رکھ سکتا تھا۔ سرمایہ دار تھوڑے سے پیسے دے کر اُس کے خون کا آخری قطرہ بھی نچوڑ لیتا تھا پھر حالات نے مکمل طور پر پلٹا کھایا کمیونزم آ گیا مالکوں کو مزدوروں کے ہاتھوں جان بچانی مشکل ہوگئی۔ کارخانے دار اپنے ہی کارخانے میں قید ہو کر رہ گیا۔ ایک زمانہ وہ تھا جب دنیا کی حالت یہ تھی کہ مطلق العنان بادشاہ کو سجدے بھی کیے جاتے تھے اور یہ کہہ

کر بات شروع ہوتی تھی کہ جان کی امان پاؤں تو عرض کروں پھر بھی بعض اوقات گردن ماردی جاتی تھی اور آج کا اصول یہ ہے کہ "Government of the People, by the People, for the People" علاوہ ازیں ہجوم نکلتے ہیں اور محلوں میں داخل ہو کر حکمرانوں کو سڑکوں پر گھسیٹ لاتے ہیں اسلام نے اس افراط وتفریط اور عدم توازن کو خوب حل کیا۔ واضح کر دیا کہ کس کا کیا حق ہے اور فرض کیا ہے؟ حقوق وفرائض میں ایک خوبصورت توازن قائم کردیا۔

ہم جگہ کی کمی کی وجہ سے آج کی تحریر میں صرف مرد اور عورت کے درمیان اسلام نے جو توازن پیدا کیا ہے اُس کا ذکر کریں گے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ اسلام نے تمام دنیوی معاملات میں بھی بعض بنیادی اصول وضع کیے۔ سب سے پہلا یہ کہ مرد یا عورت، کسی کو بھی شتر بے مہار کی طرح نہیں چھوڑ دیا۔ اُنہیں قانونی اور اخلاقی طور پر قواعد وضوابط کا پابند کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بحیثیت انسان مرد اور عورت کے یکساں حقوق رکھے ہیں جس طرح مرد کو اچھے کاموں کا اجر اور جزا ملے گی اس طرح عورت کو بھی اُس کے اچھے کاموں پر اجر اور جزا ملے گی اور بُرے کاموں پر دونوں کو سزا ملے گی۔ لیکن جب مرد اور عورت شوہر اور بیوی بن جاتے ہیں تو ایک گھرانہ ایک یونٹ بلکہ ایک ادارہ وجود میں آجاتا ہے اور کوئی یونٹ یا ادارہ سربراہ کے بغیر نہیں چل سکتا۔ لہٰذا گھر میں مرد کو قوام کی حیثیت دی۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اُس کی قانونی حیثیت ہے آخری فیصلہ اُسی کا ہوگا لیکن اخلاقی سطح پر عورت کو اتنا بلند کیا کہ قانون کا بے دریغ استعمال ہونا ممکن نہ رہا۔ ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي)) (ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے لیے تم میں سے سب سے زیادہ بہتر ہوں۔''

ماں کو باپ پر تین درجہ فوقیت دی ہے۔ ماں کے پاؤں تلے جنت قرار دی گئی۔ سیدھی سی بات ہے وہ یہ کہ کوئی منہ زور مرد بھی کسی نہ کسی عورت کا بیٹا ہوتا ہے گویا اخلاقی اور روحانی سطح پر عورت کو اتنا بلند کیا کہ قانون کی آڑ میں عورت کے ساتھ ظلم وزیادتی انتہائی مشکل بلکہ ناممکن کردی گئی۔ عورت کو پردے کا حکم دیا اور مرد وعورت دونوں کو نگاہیں نیچے رکھنے کا حکم دیا اور مخلوط محافل اور عورت اور مرد کے عام میل وجول کی شدید حوصلہ شکنی کی جس سے ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں آنے کے واضح امکانات پیدا ہوگئے یہ سب اس لیے کہ معاشرے جنسی بے راہروی کا شکار نہ ہوں۔ کیونکہ جنسی بے راہروی انسانی شناخت ختم کر دیتی ہے جس سے بے چینی پیدا ہوتی ہے اور ذہنی سکون تباہ وبرباد ہوجاتا ہے۔

اب اُس مسئلے کی طرف آئیے جس کے حوالے سے اسلام نے معاشرے کو قانون کی گرفت میں سختی سے باندھ دیا اور وہ ہے اسلامی معاشرے میں وراثت کیسے تقسیم ہوگی۔ اس قانون کو سمجھنے کے لیے قارئین کو بڑے غور سے اور دل جمی سے سورۃ النساء کے پہلے دو رکوعوں کا مطالعہ کرنا ہوگا جس سے اُنہیں تقسیم وراثت کا مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ندائے خلافت کا قاری قرآن پاک سے براہِ راست اس قانون کا مطالعہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ورثاء میں یہ تقسیم ایسے عادلانہ طریقے سے ہر قسم کے توازن کو برقرار رکھتے ہوئے کی ہے کہ کسی کے لیے انگلی رکھنے کی گنجائش نہیں۔ ہمیں تو اس حوالے سے یہ عرض کرنا ہے کہ آج کے مسلمان کا وراثت کے اس قانون سے کتنا عملی تعلق ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگرچہ آج مسلمانوں کی اکثریت تو ارکانِ اسلام کی ادائیگی سے بھی غفلت برت لیتی ہے لیکن وراثت کی تقسیم کا تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ آج مسلمان اُسے سنجیدہ لینے کو بھی تیار نہیں خاص طور برصغیر کے مسلمان جو کئی سو سال ہندوؤں کے ساتھ رہے ہیں۔ ہندوؤں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا جہیز دے کر فارغ کر دیتے ہیں اُن کے ہاں عورت کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا مسلمان مردوں نے اس طویل صحبت کا بڑا اثر قبول کیا۔ لہٰذا یہاں کے مسلمانوں کے ہاں بھی عورت کو وراثت میں شرعی حصہ دینا ایک بوجھ سمجھا جاتا ہے ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جاتا ہے کہ بہن یا بیٹی خود کہہ دے کہ میں اپنے حصہ سے دستبردار ہوتی ہوں۔ ایسا تاثر دینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا کہ اگر بہن اپنے حصہ کے حصول کا تقاضا کرتی رہے گی تو رشتہ داری بھی جاتی رہے گی۔ قصہ کوتاہ اگر ادا کرنا پڑ ہی جائے تو یوں لگتا ہے جیسے تاوان ادا کیا جارہا ہے۔

یہ ہے وراثت کے حوالے سے ہمارے معاشرے کی اصل بُرائی اگر ہم اللہ کی تقسیم وراثت کے اصول کو دل سے قبول کرلیں اور اُس پر عمل درآمد کریں تو دنیا وآخرت کی بھلائی یقینی ہوجائے گی۔ مصیبت در مصیبت یہ ہے کہ ہمارا عدالتی نظام اتنا فرسودہ اور بے کار ہو چکا ہے کہ کمزور کے لیے انصاف حاصل کرنا ناممکن ہو چکا ہے۔ حال ہی میں ایک خاتون کو چھیالیس (46) سال بعد اُس کا وراثتی حق ملا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ یہ حق وصول کرتے کرتے کس حالت کو پہنچ گئی ہوگی۔ سابقہ حکومت نے یہ قانون تو بنایا تھا کہ کسی خاتون کو اگر وراثت میں حصہ نہ ملے تو اس کا فیصلہ کتنے عرصہ میں کردیا جائے لیکن ابھی اُس کا اطلاق نہیں ہو پارہا۔ بہرحال ہم تو یہ بات بانگ دہل کہیں گے کہ انسان جتنی چاہے چھلانگیں لگا لے بالآخر اُسے اس دینِ فطرت کی طرف آنا پڑے گا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول محمد ﷺ کو قرآن پاک میں عطا فرمایا۔ وہی مسائل حل کرے گا وہی انسانیت کو سکھ اور چین دے گا۔

کیا وہ ہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارے تعلق کی بنیادیں

(سورۃ الاعراف کی آیت 157 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 07 اکتوبر 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

تلاوت آیات کے بعد:

سورۃ الاعراف کی آیات 156اور 157 کا مطالعہ ہم نے گزشتہ جمعہ سے شروع کیا تھا جس میں آیت 157 کے کچھ حصے کا بھی مطالعہ ہم نے کیا تھا۔ یہ قرآن حکیم کی بہت جامع آیت ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے فرائض اور ذمہ داریوں کا تذکرہ بھی ہے جو ختم نبوت کے بعد امت نے انجام دینی ہیں اور پھر اس آیت کے آخری حصے میں نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی چار بنیادوں کو بیان فرمایا گیا۔ آج ان شاء اللہ اسی آیت کے بقیہ حصے کا ہم مطالعہ کریں گے ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’جو اتباع کریں گے رسولِ نبی اُمی (ﷺ) کا‘ جسے پائیں گے وہ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں‘‘۔

یہاں بنی اسرائیل سے خطاب ہے جس کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں۔ آگے فرمایا:

’’وہ انہیں نیکی کا حکم دیں گے‘ تمام برائیوں سے روکیں گے اور ان کے لیے تمام پاک چیزیں حلال کر دیں گے۔‘‘

معروف کا سادہ مطلب ہے جسے ہماری فطرت اچھا سمجھتی ہو جبکہ منکر کا سادہ مطلب ہے جسے ہماری فطرت ناپسند کرتی ہو۔ یعنی اچھے یا بُرے کا شعور ہماری فطرت میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے مگر یہ شعور مکمل نہیں ہے، اگر ہوتا تو پھر وحی کی ضرورت نہیں تھی۔ اس شعور کی تکمیل وحی کی تعلیم کے ذریعے ہوتی ہے جو اللہ کے آخری رسول ﷺ پر مکمل ہو چکی ہے۔ کبھی انسان کو ظاہراً کوئی شے اچھی لگتی ہے اور عقل بھی تسلیم کر رہی ہوتی ہے کہ وہ شے اس کے لیے بہتر ہے مگر اللہ تعالیٰ کو صحیح معلوم ہوتا ہے کہ کونسی شے انسان کے لیے بہتر ہے اور کون سی مضر ہے۔ اس لیے اللہ کے رسول ﷺ بتائیں گے کیا درست ہے اور کیا غلط ہے۔ آپ ﷺ کے بعد اب اس امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپ ﷺ پر نازل کی گئی وحی کی روشنی میں باقی دنیا کو بتائے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے۔ ہم (مسلمان) صرف اس لیے زمین پر نہیں بھیجے گئے کہ کھا پی لیا اور موج اڑا لی یا چند انفرادی سطح کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بعد مطمئن ہو جائیں کہ امتی ہونے کے حوالے سے جو ہماری ذمہ داریاں ہیں وہ پوری ہو گئیں۔ ہرگز نہیں بلکہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمتِ وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہو۔ تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے۔‘‘ (آل عمران:110)

مرتب: ابو ابراھیم

مفسرین نے لکھا کہ اپنی استعداد کے مطابق یہ کام کرنا امت پر فرض ہے اور وہی شخص امتی کہلانے کا مستحق ہے جو اس ذمہ داری کو ادا کر رہا ہو۔ جہاں اختیار ہے وہاں حکم ہو گا۔ ہر شخص کا اپنے وجود پر اور اپنے گھر والوں پر اس حوالے سے اختیار ہے۔ مرد کو اللہ نے قوام بنایا تاکہ اللہ کا دین گھر سے متعلق جو تعلیم دیتا ہے اس پر عمل کروائے۔ اس کے بعد ماحول اور معاشرہ آتا ہے وہاں اگر اختیار نہیں ہے تو دعوت و تبلیغ ہر اُمتی کا فریضہ ہے۔ جن کے پاس اختیار ہے ان کے بارے میں بھی قرآن فرما رہا ہے:

’’وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکن عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے‘ اور زکوٰۃ ادا کریں گے‘ اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔‘‘ (الحج:41)

ہم گفتگو کر لیں گے، بات کو پہنچا دیں گے، لیکچر دے دیں گے، یہ زبان سے ہم کر سکتے ہیں لیکن اجتماعی نظام میں اختیار حکمرانوں کے پاس ہے، اگر وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی یہ ذمہ داری ادا نہیں کرتے تو آیت کے آخر میں فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٤١﴾﴾ ’’اور تمام امور کا انجام تو اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔‘‘

روزِ محشر حکمرانوں سے بھی پوچھا جائے گا جن کو کروڑوں لوگوں پر حکمرانی اور قوت نافذہ اللہ نے دی ہوئی ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ (الاعراف: 157)

’’اور حرام کر دیں گے ان پر ناپاک چیزوں کو‘‘

سنن ابی داؤد میں ایک حدیث ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک فتنے کے بارے میں متنبہ فرمایا تھا: ’’عنقریب ایک وقت آئے گا کہ ایک پیٹ بھرا شخص ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھا ہو گا اور کہے گا کہ بس جو قرآن میں حلال ہے وہ حلال اور جو قرآن میں حرام ہے وہ حرام۔ مگر (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ) نہیں مجھے قرآن کریم بھی عطا کیا گیا اور اس کے جیسا بھی عطا کیا گیا ہے۔‘‘

قرآن کریم وحی کے ذریعے نازل ہوا جسے ہم وحی متلو کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا جس کو ہم حدیث رسول، سنت رسول اور وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ بہرحال حضور ﷺ اللہ کے اذن سے حلال اور حرام کی تفصیل بتاتے ہیں اور احکامات عطا کرتے ہیں لہٰذا جیسے اللہ کا حکم ماننا لازم ہے ایسے ہی

حضور ﷺ کا حکم ماننا بھی لازم ہے۔ ہمارے ہاں اکثر وبیشتر میڈیکل نقطہ نظر سے ظاہر کی صفائی ستھرائی کے حوالے سے لوگ بہت زیادہ ایکٹیو ہوتے ہیں لیکن اللہ کی شریعت نے جن چیزوں کو ہمارے لیے حلال قرار دیا ہے ان میں ہمارے ظاہر کا فائدہ بھی ہوتا ہے اور باطن کا بھی۔ اسی طرح ہم ڈاکٹرز کے مشورے پر بعض اوقات حلال چیزیں بھی چھوڑ دیتے ہیں لیکن کیا اللہ اور رسول ﷺ کے کہنے پر ہم حرام کو چھوڑ رہے ہیں؟ ڈاکٹرز پر ہمیں اعتماد ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر بھی اعتماد ہے یا نہیں؟ اللہ اپنے بارے میں فرماتا ہے:

﴿اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ﴾ (الملک:14) ''کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟''

اور اپنے رسول ﷺ کے بارے میں اللہ فرماتا ہے کہ آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ یعنی اللہ الرحمان اور محمد رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اگر ہم ایک عام سے ڈاکٹر کے کہنے پر حلال چیزیں چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ اور رسول ﷺ کے کہنے پر حرام کو چھوڑنے کے لیے کیوں نہیں تیار ہوتے؟ حالانکہ اللہ اور رسول ﷺ اور ڈاکٹر کا موازنہ ممکن ہی نہیں۔ وہ چیزیں جو ہمارے عقیدے، اخلاق، اعمال، ایمان کو بگاڑ دیں اللہ و رسول ﷺ ان سے ہمیں منع فرما رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تو اس دنیا سے چلے گئے اور ابھی مکمل دین امت کے پاس ہے۔ لہٰذا اب تاقیامت دنیا کے سامنے اس کو پیش کرنا اس اُمت کی ذمہ داری ہے۔ اپنی ذات پر اسلام کو نافذ کرنا اور انسانیت کے سامنے ایک نمونہ پیش کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ قیامت تک کوئی بھی مسئلہ آئے گا تو اس کا حل اسی کتاب وسنت سے پیش کرنا ہے، البتہ نئے مسائل میں جو علماء اجتہادی بصیرت رکھتے ہوں وہ راہنمائی کریں گے جیسے کلوننگ کا مسئلہ دنیا میں سامنے آیا تو علماء نے اس کے حوالے سے اپنی رائے دے دی تھی۔ آگے فرمایا:

﴿وَ یَضَعُ عَنۡہُمۡ اِصۡرَہُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡہِمۡ ؕ﴾ (الاعراف:157) ''اور ان سے اتار دیں گے ان کے بوجھ اور طوق جو ان (کی گردنوں) پر پڑے ہوں گے۔''

یہ بوجھ اور طوق کئی اعتبارات سے ہیں۔ اس دور میں قبائل میں سرداروں کا جبر تھا، بڑی مملکتوں میں بادشاہت کا جبر تھا، عوام الناس کی زندگی اجیرن تھی، غلاموں کو جینے کا حق نہیں دیا جاتا تھا، ان کو مارا پیٹا جاتا تھا تو لوگ کچھ نہیں کہتے تھے کیونکہ اس کے مالک کا حق تھا جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے۔ اسی طرح غلامی معاشی سطح پر بھی ہوتی ہے کہ ایسا معاش کا نظام چل رہا ہو کہ امیر امیر تر ہوتا چلا جائے اور غریب غریب تر ہوتا چلا جائے۔ معاشرے کی دولت کا ایک بہت بڑا حصہ چند ہاتھوں میں رہ جائے اور عظیم اکثریت تک معاشرے کی دولت کے ثمرات نہ پہنچ سکیں۔ یہ معاشی غلامی کا طوق ہے۔ اسی طرح شرکیہ عقائد جو انسان کو انسانیت سے کبھی گرا دیا کرتے ہیں، فضول رسومات میں مبتلا کر دیتے ہیں، کبھی جانوروں کی قربانیاں تو کبھی انسانوں کی قربانیاں دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے پیش کر دی جاتی تھیں۔ یہ باطل عقائد کا بوجھ ہے۔ اسی طرح معاشرتی سطح پر فضول رسومات کا بوجھ ہے جیسا کہ آج ہم معاشرے میں دیکھ رہے ہیں کہ ان فضول رسومات کی وجہ سے نکاح کا فطری قانون بوجھ بنا دیا گیا جبکہ زنا کو باطل رسومات کی وجہ سے آسان بنا دیا گیا۔ حالانکہ دین کہتا ہے کہ نکاح کو آسان کرو تا کہ زنا کے راستے بند ہوں مگر یہاں زنا پر پابندیاں نہیں ہیں لیکن نکاح پر پابندیاں ہیں۔ اسی طرح طبقاتی نظام کا بوجھ ہے۔ اعلیٰ کلاس کے لیے کوئی قانون نہیں ہے لیکن عام بندے کے لیے سارے قوانین ہیں۔ اعلیٰ کلاس کا آدمی پچاس کروڑ کی کرپشن کرلے تو قانون نہیں پوچھے گا لیکن ادنیٰ کلاس کا آدمی سگنل توڑ دے تو فوراً پکڑا جائے گا۔ یہ سارے بوجھ اور طوق ہیں جن سے اللہ کے رسول ﷺ نجات دلانے کے لیے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰۷﴾﴾ (الانبیاء)

''اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ کو مگر

پریس ریلیز 14 اکتوبر 2022ء

امن وامان اہلِ سوات کا بنیادی حق ہے۔ حکومت اور ریاستی ادارے اپنی ذمہ داری ادا کریں

شجاع الدین شیخ

امن وامان اہلِ سوات کا بنیادی حق ہے۔ حکومت اور ریاستی ادارے اپنی ذمہ داری ادا کریں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ سابق صدر جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں پاکستان میں دہشت گردی نے سر اُٹھایا جب پاکستان امریکہ کی جنگ میں فرنٹ لائن اتحادی بن گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جنرل مشرف اس جنگ کو پاکستان میں گھسیٹ لایا اور قبائلی علاقوں میں امریکہ نے ڈرون حملے شروع کر دیے۔ جس سے بڑے پیمانے پر انسانی جانوں کا نقصان ہوا، لاکھوں لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے اور ہمارے قبائلی بھائیوں کو شدت سے یہ تاثر ملا کہ ریاست ہمارا تحفظ کرنے میں بُری طرح ناکام ہوئی ہے۔ بہرحال بعدازاں دونوں طرف سے دانش مندی کا مظاہرہ کیا گیا اور ریاست پاکستان نے تحریک طالبان پاکستان سے مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا۔ لیکن کچھ قوتیں ان مذاکرات کو سبوتاژ کرتی دکھائی دیں جس سے یہ مذاکرات بارآور نہ ہو سکے۔ یہ بات انتہائی افسوس ناک ہے کہ ایک مرتبہ پھر سوات میں دہشت گردی کی لہر اُٹھی ہے اور وہاں کے لوگ بڑے بڑے مظاہرے کر کے اپنے شک وشبہات اور غم وغصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ریاست کا یہ بنیادی فرض ہے کہ اہلِ سوات کو جان ومال کا مکمل تحفظ دیا جائے۔ فریقین کو یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ہم سب دینی بھائی اور ایک ہی ملک کے باسی ہیں۔ لہٰذا تمام اسٹیک ہولڈرز تحمل و برداشت کا مظاہرہ کریں اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عفوودرگزر سے کام لیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔‘‘

اس رحمت کا مظہر اتم یہ بھی ہے کہ وہ عادلانہ نظام عطا کیا جہاں لوگوں کو جینے کا حق ملا۔ اس کے ثمرات کما حقہ اپنی اعلیٰ ترین شان کے ساتھ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں جس کی دنیا آج بھی مثالیں دیتی ہے۔ آج ہم سکینڈے نیوین ممالک کے ویلفیئر نظام کی مثالیں دیتے ہیں کہ وہاں عمر لاء قائم ہے اور خوش ہوتے ہیں، حالانکہ یہ ہمارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ دنیا کے سامنے یہ مثالیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اُمت کی حیثیت سے پیش کرنی تھیں۔ بہرحال رسول اللہ ﷺ ایسا دین لے کر آئے جس نے غلامی کے سارے طوق اُتار دیے اور انسانوں پر تمام تر سیاسی، معاشی اور معاشرتی بوجھ جو جہالت اور باطل نظاموں کی وجہ سے پڑے ہوئے تھے ان سے آزاد کیا۔

اس آیت میں بنیادی طور پر یہود سے خطاب ہے اور یہود کے بارے میں ہم جانتے ہیں ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر بعض حلال چیزوں کو بھی حرام قرار دے دیا تھا لیکن اللہ کے رسول ﷺ جو شریعت لے کر آئے اس میں ان کو حلال قرار دے دیا گیا۔ اسی طرح یہود نے از خود اپنے اوپر کچھ حلال چیزوں کو حرام کر لیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی بھی اصلاح فرمادی۔ چنانچہ پچھلی امت کے بگاڑ کی بھی آپ ﷺ نے اصلاح فرمائی اور تمام بوجھوں اور طوقوں سے نجات دلائی۔

اب آگے آیت کے آخری حصے میں نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی چار بنیادوں کا ذکر ہے۔ فرمایا:

’’تو جو لوگ آپ (ﷺ) پر ایمان لائیں گے، اور آپ (ﷺ) کی تعظیم کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے، اور پیروی کریں گے اُس نور کی جو آپ ﷺ کے ساتھ نازل کیا جائے گا وہی لوگ ہوں گے فلاح پانے والے۔‘‘ (الاعراف:157)

ہم میں سے ہر ایک کامیاب ہونا چاہتا ہے لیکن اللہ کے نزدیک کامیاب ہونے والے وہ لوگ ہیں جو ان چار شرائط کو پورا کریں گے۔

1۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا

ایمان کے دو درجے ہیں۔ ایک زبان سے اقرار کرنا اور دوسرا دل سے تصدیق کرنا۔ زبان کا اقرار نہ ہو تو کوئی شخص مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ سوال ہمارے لیے یہ ہے کہ کیا واقعتاً دل سے ہمارا حضور ﷺ پر ایمان ہے؟ اللہ تو ایمان والوں کو بھی جھنجوڑ کر کہتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ﴾ (النساء:136) ’’اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اُس کے رسول ﷺ پر‘‘

یہ ایمان دل میں ہوگا تو حضور ﷺ کی محبت بھی ہوگی۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ذریعے ہمیں قرآن ملا، ایک کامل اور عادلانہ نظام ملا، آپ ﷺ کے ذریعے اللہ کا تعارف ملا۔ ہم پر سب سے بڑے احسانات ہمارے رب کے ہیں اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ کے ہیں جن کے ذریعے اللہ نے ہمیں اس امت میں شامل کیا۔ ان کے لیے محبت کے جذبات اس انداز سے ہونے چاہئیں:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ﴾ (الاحزاب:6) ’’یقیناً نبی ﷺ کا حق مؤمنوں پر خود اُن کی جانوں سے بھی زیادہ ہے۔‘‘

انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کی مرضی کی وہ فکر بھی کرتا ہے، اس کے لیے دل میں غیرت بھی ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کے خلاف کوئی بات کرے تو چہرے کا رنگ سرخ ہو جائے اور ہو سکتا ہے معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ جائے۔ ہمیں اس حوالے سے بھی اپنے اندر جھانکنا چاہیے۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرنا

اس تعظیم و ادب پر سورۃ الحجرت کی آیت 2 میں فرمایا:

’’اے اہل ایمان! اپنی آواز کبھی بلند نہ کرنا نبی (ﷺ) کی آواز پر اور نہ انہیں اس طرح آواز دے کر پکارنا جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتے ہو مبادا تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔‘‘

اسی ادب اور محبت کا تقاضا حضور ﷺ کی اطاعت بھی ہے لیکن اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع کی جائے۔ یعنی محبت کے ساتھ آپ ﷺ کے اسوہ پر عمل کیا جائے۔ حدیث میں ہے کہ مومن وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔ اُمتی کون ہوگا؟ جسے دیکھ کر محمد رسول اللہ ﷺ یاد آجائیں۔ اس کی گفتگو، کردار، شب و روز، معاملات، معمولات، ترجیحات میں آپ ﷺ کا اُسوہ نظر آئے۔ لیکن کیا آج ہمارا کردار دیکھ کر کسی کو محمد ﷺ یاد آتے ہیں؟ ہمیں موبائل کی سکرین ٹوٹنے پر غصہ آتا ہے لیکن محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین کے احکامات توڑے جا رہے ہیں تو کیا ہمیں غصہ آتا ہے؟ آپ ﷺ کا خون طائف اور اُحد میں بہا ہے کیا ہمارے پسینے بھی اللہ کے دین کے لیے بہہ رہے ہیں؟

3۔ رسول اللہ ﷺ کی مدد کرنا

رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا سب سے بڑا میدان یہ ہے کہ آپ ﷺ کے مشن کو جاری رکھا جائے یعنی اقامت دین کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے۔ آپ ﷺ کا مشن کیا تھا؟ فرمایا:

﴿ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ﴾ (الصف:9) ’’وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے۔‘‘

کیا ہی اچھا ہو کہ بارہ ربیع الاوّل کے اس موقع پر اس سبق کو ہر امتی تازہ کرے کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے اُمتی ہیں، کوئی چھوٹے لوگ نہیں ہیں۔ اللہ نے آدم علیہ السلام سے لے کر محمد مصطفیٰ ﷺ تک سوا لاکھ انبیاء کو چُنا۔ لیکن انبیاء کے بعد اس اُمت کو چنا۔ اللہ کہتا ہے:

﴿ھُوَ اجْتَبٰىكُمْ﴾ (الحج:78) ’’اُس نے تمہیں چن لیا ہے۔‘‘

ہم وہ لوگ ہیں جنہیں انبیاء و رسل والے مشن کے لیے کھڑا کیا گیا ہے اور اس سطح پر ہمیں کھڑا کیا جس سطح پر رب نے نبوت کا سلسلہ ختم کیا۔ اتنا بڑا بوجھ ہمارے کاندھوں پر ہے۔ حضور ﷺ کی نصرت سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے اللہ کے عادلانہ نظام کو قائم کیا جائے اور انسانیت کو مختلف بوجھوں اور طوقوں سے نجات دلائی جائے۔ آج اس دین کے خلاف قانون سازیاں کی جارہی ہیں، اس دین کو مسلم معاشروں کے اندر چیلنج کیا جارہا ہے لیکن اُمت مسلمہ کدھر ہے اور اس کے جذبات کدھر ہیں؟ اس کے باوجود ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمیں دنیا اور آخرت کی کامیابی ملے جبکہ اللہ تعالیٰ یہاں واضح بتارہا ہے کہ یہ چار کام کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔ آج بھی یہ آپشنل کام نہیں ہے، نفلی نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے اوپر فرض ہے۔ اس کی جدوجہد کرنا، اس میں اپنا حصہ ڈالنا ہمارے ذمہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’اے کاش! میری ملاقات میرے بھائیوں سے ہو جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ ﷺ کے بھائی نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً! تم میرے اصحاب ہو۔ لیکن میں تو ان لوگوں سے ملنا چاہتا ہوں جو تمہارے بعد آئیں گے۔ جو مجھ پر ایسے ایمان لائیں گے جیسے تم ایمان لائے ہو۔‘‘

ہم اللہ کے رسول ﷺ کے الفاظ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی قدر پہچانیں۔ ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم تو مجھے دیکھ کر ایمان لائے ہو لیکن بعد والوں کو اوراق پر لکھی ہوئی کتاب ملے گی اور وہ مانیں گے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور وہ میری تصدیق کریں گے جیسے تم نے تصدیق کی اور میری مدد کریں گے جیسے تم نے میری مدد کی۔

ہم تمنا کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی شفاعت مل جائے، قیامت کے دن حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے، لیکن اللہ نے شرط بتا دی کہ آپ ﷺ پر ایمان بھی لانا ہے، آپ ﷺ کی تعظیم بھی کرنی ہے، آپ ﷺ کی نصرت بھی کرنی ہے اور نصرت اُس کام میں مطلوب ہے جو آپ ﷺ نے آغاز وحی سے لے کر اپنے وصال تک لحہ بہ لحہ کیا۔ جس کے لیے آپ ﷺ نے خون بہایا، قربانیاں دیں، غم برداشت کیے۔ اس مشن سے بڑا کوئی مشن نہیں ہے۔ یہ ہمارے کاندھوں پر ذمہ داری ہے۔ اسی کی مستقل دعوت تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہم دے رہے ہیں۔ اسی کے لیے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے پکار لگائی تھی کہ اس کام کو کرنا ہمارا فرض ہے۔ اگر یہ کریں گے تو کل حضور ﷺ کی شفاعت بھی ہے، آپ ﷺ کا دیدار بھی ہے، حضور ﷺ خوش بھی ہوں گے۔ کیا آج ہماری ترجیحات میں یہ شامل ہے؟ ہمارے وسائل، صلاحیتیں، مال، وقت، اور سب کچھ اس کام میں لگ رہے ہیں؟ اگر ہمارا جواب ہاں میں ہے تو حضور ﷺ ہم سے ملنا چاہتے ہیں۔ تنہائی میں بیٹھ کر سوچ لیجیے گا کہ حضور ﷺ سے سامنا تو ہوگا، اگر حضور ﷺ پوچھیں کہ میں نے اپنا خون طائف اور احد میں بہایا لیکن تو کیا لے کر آیا ہے؟ کیا ہم اس سوال کا سامنا کر سکیں گے؟ موت ابھی آسکتی ہے۔ اگر مہلت ہے تو اپنے دینی فریضے کو ادا کر کے دنیا سے جائیں تاکہ کل شرمندگی اور ذلت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس دن کی رسوائی سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین!

4۔ قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا

یعنی قرآن صرف پڑھنے کے لیے نہیں ہے بلکہ اس کو سمجھنا بھی ہے، اس کے احکام کی ترویج بھی ہو اور پھر اس کا نفاذ بھی ہو، اس کام کے لیے جو لوگ اپنے آپ کو کھپائیں گے وہ فلاح پائیں گے۔ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما۔ آمین!

سود کی حرمت، خباثتیں، اشکالات

7۔ مہنگائی میں اضافہ:

اشیاء کی قیمت کا تعین کرتے وقت دیگر اخراجات کے ساتھ سود کی ادائیگی اور سود کی وجہ سے دیگر خطرات (Risks) کی پیش بندی کے لیے حد سے زیادہ منافع بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے اشیاء کی مجموعی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر اشیاء کی تیاری کے لیے خام مال فراہم کرنے والے، اشیاء تیار کرنے والے، اشیاء کو مارکیٹ میں فراہم کرنے والے اور اشیاء کو مارکیٹ میں فروخت کرنے والے سب ہی سودی قرضوں پر اپنے اپنے کام کر رہے ہوں تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر سطح پر سود کی وجہ سے اشیاء کی قیمت میں کس قدر اضافہ ہوگا۔ مثلاً دسمبر 1988ء میں پاکستان نے عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ Structural Adjustment Programme کا معاہدہ کیا۔ اس کی وجہ سے سودی قرضوں اور سود کی ادائیگیوں میں زبردست اضافہ ہوا اور نتیجتاً قیمتوں میں 500 سے 700 گنا اضافہ ہوا۔

8۔ اشیاء کے کرائے میں اضافہ:

سود کی وجہ سے ہر شے کے کرائے میں اضافہ ہو جاتا ہے خواہ وہ زمین، دکان، مشینری، کارخانہ یا ذرائع حمل و نقل ہوں، کیوں کہ ان سب کی مالیت میں سود شامل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شکست وریخت (Wear&Tear) کے اخراجات (Depreciation) کے ساتھ ساتھ کرائے کے توسط سے بھی منافع کی سطح کو مزید اونچا رکھنے کی بنیاد فراہم ہو جاتی ہے۔

9۔ محنت کشوں کا استحصال:

منافع کو اونچا رکھنے کے اقدامات میں سے ایک مزدوروں کو ان کا پورا معاوضہ نہ دینا بھی ہے۔ سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کاروبار کے اکثر وسائل استعمال ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً مزدوروں کو ان کی محنت کی مناسبت سے معاوضہ ادا نہیں کیا جاتا۔ مزدوروں میں کمی (Downsizing) اور تنخواہوں میں کمی (Cut Short) کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے۔ (جاری ہے)

بحوالہ ''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 174 دن گزر چکے!

Quote on Riba

"The money power preys on the nation in times of peace, and conspires against it in times of adversity. It is more despotic than monarchy, more insolent than autocracy, more selfish than bureaucracy. It denounces, as public enemies, all who question its methods or throw light upon its crimes."

Abraham Lincoln (Former US President)

ایران میں کچھ لوگ مغرب کی طرح مادر پدر آزادی چاہتے ہیں جبکہ دوسری طرف حکمران مذہبی طبقہ نے بھی بعض ناروا پابندیاں لگا رکھی ہیں اور مغرب چونکہ اس صورتحال سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اس لیے وہ مزید اشتعال انگیزی پیدا کر رہا ہے: ایوب بیگ مرزا

امریکہ کی مکمل کوشش ہے کہ افغانستان کو معاشی طور پر مستحکم نہ ہونے دیا جائے اور طالبان حکومت کو سازش اور مداخلت کے ذریعے گرایا جائے: رضاء الحق

افغانستان پر بے تحاشا پابندیوں اور بہت سارے چیلنجز کے باوجود افغان طالبان بہتر نظام چلا رہے ہیں اور وہاں کی کرنسی بھی پاکستانی کرنسی سے بہتر ہے: محمد عامر خاکوانی

ایران، افغانستان اور مغربی ایجنڈا کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ایران میں ایرانی قوانین کے مطابق پردے کی پابندی نہ کرنے پر وہاں کی پولیس کے ہاتھوں ایک خاتون جان بحق ہوئیں اور اس کے بعد وہاں پر بڑے پیمانے پر مظاہرے ہو رہے ہیں جن میں اب تک 100 سے زائد ہلاکتیں ہو چکی ہیں۔ اس سارے واقعہ کی تفصیلات کیا ہیں؟

رضاء الحق: یہ ایک 22 سالہ خاتون ماسا امینی تھیں جنہوں نے ایرانی قوانین کے مطابق حجاب نہیں پہنا ہوا تھا۔ اس پر ایرانی پولیس (بسیج) نے اس خاتون کو گرفتار کیا اور پھر تین دن کے بعد ہسپتال منتقل کر دیا گیا اور سرکاری طور پر یہ خبر سامنے آئی کہ دوران حراست ان کو فالج ہوا اور وہ جاں بحق ہو گئیں جبکہ خاتون کے خاندان کا یہ موقف ہے کہ اس کو تشدد کا نشانہ بنا کر مارا گیا ہے۔ ان کے مطابق اس کو کوئی بیماری لاحق نہیں تھی۔ ایرانی انقلاب کو آئے ہوئے تقریباً 43 سال ہو چکے ہیں جس کے نتیجے میں بہت سارے لوگوں نے دینی شعائر کو اپنایا جبکہ اس کے برعکس وہاں مغرب زدہ لوگ بھی ہیں جو حجاب کو پسند نہیں کرتے۔ خاص طور پر کردستان کا جو صوبہ ہے وہاں سیکولر اور لبرل ذہن رکھنے والے لوگ زیادہ ہیں۔ چنانچہ اس خاتون کی ہلاکت کے بعد ایران کے مختلف شہروں میں مظاہرے شروع ہو گئے اور ایران نے ان کو دبانے کی کوشش کی۔ اس سے پہلے 2007ء میں پیٹرولیم کی قیمتوں کے اضافے پر اور 2019ء میں گیس کی قیمتوں میں اضافے پر بھی مظاہرے ہوئے تھے۔ ایران میں انٹرنیٹ اور ٹی وی پر پابندیاں ہیں لیکن اس کے باوجود عوام بڑے پیمانے پر مظاہروں میں شرکت کر رہی ہے اور تمام صوبوں میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ ایرانی پولیس بسیج اور پاسداران ان مظاہروں کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جھڑپوں کی وجہ سے مزید ہلاکتیں ہو رہی ہیں اور اب تک 150 کے قریب لوگ مارے جا چکے ہیں۔ ایران میں اسٹیبلشمنٹ مذہبی ہے جبکہ حجاب کی مخالفت میں سیکولر اور لبرل لوگ باہر نکل آئے ہیں، اس کے علاوہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو بنیادی طور پر مذہبی ہیں لیکن وہ اس ظلم کے خلاف مظاہروں میں شریک ہو رہے ہیں۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

عالمی میڈیا ان مظاہرین کی سپورٹ کر رہا ہے۔ اس پوری صورت حال کو سامنے رکھیں تو اس وقت دو بیانیے سامنے آ رہے ہیں۔ ایک بیانیے کے حمایتی لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اوپر بہت سخت پابندیاں ہیں، ہم ان سے آزادی چاہتے ہیں اور ہم مغربی طرز حکومت اور مغربی معاشرتی نظام کے قریب ہونا چاہ رہے ہیں۔ یعنی وہ ملائیت کے نظام کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے بیانیے کے حمایتی لوگوں کا موقف ہے کہ یہ سب کچھ مغربی ایجنڈے کے تحت ہو رہا ہے اور چونکہ ایران چین اور روس کے قریب ہو رہا ہے لہٰذا اس کو کاؤنٹر کرنے کے لیے امریکہ نے یہ سازش کی ہے۔

سوال: ایک رائے یہ ہے کہ ایران میں مظاہرے وہاں کی ملائیت اور مذہبی آمریت (تھیوکریسی)، بالخصوص ایرانی حکومت نے جو پابندیاں شخصی آزادی پر لگائی ہوئی ہیں اس کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: تھیوکریسی کا سادہ مطلب ہے: علماء کی حکومت۔ یعنی علماء پوری طاقت سے حکومت میں ہوں۔ وہ لوگ جو مدارس سے تعلق رکھتے ہوں، جو مذہبی ہوں اور جو فقہ کی بات کرتے ہوں، ایسے لوگوں کی حکومت کو تھیوکریسی کہتے ہیں۔ ایک ہے اسلام کے حوالے سے گھٹن اور بندش اور ایک ہے مغرب کے حوالے سے گھٹن اور بندش۔ اسلام بھی قطعی طور پر غیر ضروری بندش کا قائل نہیں ہے۔ اسلام اخلاقی دائرے میں رہتے ہوئے، شرعی قواعد کو سمجھتے ہوئے اجازت دیتا ہے۔ اسی اصول کے تحت فریڈم آف سپیچ ہے۔ صحابہ کرام ؓ نے فریڈم آف سپیچ کی سنہری مثالیں قائم کی ہیں۔ اگر ایک عام آدمی اٹھ کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ کے کرتے پر اعتراض کر سکتا ہے تو باقی کون بچ سکتا ہے۔ پھر ایک عورت حضرت عمر ؓ کو راستے میں روک کر کہتی ہیں کہ تم کون ہوتے ہو عورتوں کے مہر کی اوپر کی حد مقرر کرنے والے حالانکہ اللہ اور رسول ﷺ نے ایسا قانون مقرر نہیں کیا تو حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ آج ایک عورت نے مجھے دین سکھا دیا۔ اس سے بڑی شخصی آزادی کیا ہو سکتی ہے لیکن اسلام مغرب کی طرح مادر پدر آزادی کا قائل نہیں ہے۔ ایران کے معاملے میں دونوں طرف سے غلطی نظر آ رہی ہے۔ کچھ لوگ ہیں جو مغرب کی طرح مادر پدر آزادی چاہتے ہیں اور یہ ایک انتہا ہے۔ جبکہ دوسرا مذہبی طبقہ ہے جس کی طرف سے بھی بعض ناروا پابندیاں ہیں جو نہیں ہونی چاہئیں اور جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالیہ واقعہ کو دیکھیں کہ ایک خاتون نے حجاب نہیں پہنا تھا تو اس کی موت کیوں ہوئی؟ تھانے میں موت، چاہے کسی بھی ملک میں ہو تو پولیس لازماً ذمہ دار ٹھہرائی جائے گی۔ لہٰذا غالب گمان یہی ہے کہ اس لڑکی کی موت پولیس کے تشدد کی وجہ سے ہوئی ہے لیکن دوسری طرف اس پر احتجاجی ردعمل ایسا کہ خواتین اپنا حجاب آگ میں پھینک رہی ہیں، بال کٹوا رہی

ہیں تو یہ بھی غلط ہے۔ یعنی سیکولر گروہ اس معاملے کو دوسری انتہا پر لے جا رہا ہے۔ بہر حال دونوں اطراف سے انتہا پسندی دکھائی دے رہی ہے۔ تیسری طرف مغرب اس کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اس لیے وہ مزید اشتعال انگیزی پیدا کر رہا ہے۔ خامنہ ای کا یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ امریکہ اس معاملے کو بڑھا رہا ہے کیونکہ مغرب اور امریکہ نوٹ کرتے رہتے ہیں کہ کسی اسلامی ملک میں کوئی واقعہ ہو اور وہاں اشتعال دلا کر اسلام کو بدنام کیا جائے۔ انہیں مسلمانوں سے زیادہ اسلام سے دشمنی ہے۔ لیکن ان کو اس میں کبھی کامیابی نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ! اسلام کا اپنا ایک تشخص اور حیثیت ہے۔ اسلام کا ایک روشن چہرہ ہے جس پر ان لوگوں کی چالوں سے داغ نہیں لگ سکتا۔

سوال: مغرب میں پردے اور حجاب کے خلاف ایک عرصے سے مہم چل رہی ہے بلکہ کئی ممالک میں اس کے خلاف قانون سازی ہو چکی ہے اور سزائیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ مغربی معاشروں میں مختصر لباس، منی سکرٹ پہننا کوئی قابل سزا جرم نہیں ہے لیکن کوئی خاتون اگر پردہ کرتی ہے یا حجاب لے لیتی ہے تو وہ قانون کی گرفت میں آجاتی ہے۔ حالانکہ عیسائیوں کی مذہبی خواتین باقاعدہ حجاب لیتی ہیں اور پورا ساتر لباس پہنتی ہیں۔ ایران کے حالیہ واقعہ کی آڑ میں پورا مغربی میڈیا اور انڈین میڈیا باقاعدہ ایک مہم چلا رہے ہیں۔ کیا مغرب اس کی آڑ میں اپنا سوشل انجینئرنگ کا ایجنڈا آگے بڑھا رہا ہے؟

رضاء الحق: دوہرا معیار یا دوغلا پن مغرب کی پالیسی کا حصہ ہے جس کا اظہار اکثر اس کے طرز عمل سے ہوتا رہتا ہے۔ سیاسی سطح پر وہ اپنے ایجنڈے میں سو فیصد کامیاب ہو چکا ہے کیونکہ دنیا میں ہر جگہ ان کی مرضی کا نظام حکومت بن چکا ہے، اگر کہیں بادشاہت بھی ہے تو وہ بھی ان کے مفادات کے مطابق چل رہی ہے ورنہ وہ اسے ختم کر دیتے۔ اسی طرح ان کا سود پر مبنی معاشی نظام پوری دنیا میں رائج ہے۔ لیکن معاشرتی نظام کے حوالے سے ان کی جنگ جاری ہے۔ اس کے لیے ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے ممالک میں مسلمانوں کو مارجن لائز کیا۔ اسی لیے وہاں قرآن پاک جلانے اور توہین رسالت کے واقعات ہو رہے ہیں اور باقاعدہ سرکاری سرپرستی میں ہو رہے ہیں۔ اکثر مغربی ممالک میں حجاب پر پابندی نافذ العمل ہے جبکہ دیگر ممالک میں اگر کہیں اسلامی شعائر کے مطابق فیصلے ہو رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں تو ان کو مغرب روکنا چاہتا ہے۔ وہاں اپنا نظام مسلط کروانے کے لیے قانون سازیاں کروائی جاتی ہیں۔ ٹرانس جینڈر کا قانون اس کی بہت بڑی مثال ہے۔ پاکستان میں LGBT کے حوالے سے بننے والی فلم جو جوائے لینڈ کے نام سے ہے۔ اس کو کینز فیسٹیول میں بے شمار انعامات سے نوازا گیا اور لگتا ہے کہ اس کو آسکر کے لیے بھیج دیا جائے گا۔ جبکہ ایسی فلم ہو جس میں اسلامی نظام کے بارے میں بات ہو تو اس کو وہ دہشت گردوں کی فلم کا نام دیں گے۔ پھر اسلام سے باغیانہ روش رکھنے والے لوگوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے، ان کو میڈیا اور دوسرے فورمز (یونیورسٹیز، اقوام متحدہ وغیرہ) پر بلا کر خطاب کرنے دیا جاتا ہے اور ان کو ہیرو کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ ایرانی واقعہ کے حوالے سے دوسرے ممالک میں جو مظاہرے ہو رہے ہیں ان میں ایرانی کھلاڑی اور فنکار پیش پیش ہیں جن کو مغربی نظام پسند ہے۔ حتیٰ کہ اسرائیل کے وزیر اعظم کا بیان آیا ہے کہ ایرانی خاتون کی ہلاکت پر ہمیں بڑا افسوس ہے۔ حالانکہ اسرائیل سے کوئی پوچھے کہ تم تو روز انسانی حقوق کو پامال کر رہے ہو اس پر تمہیں کبھی افسوس نہیں ہوا؟ اسرائیل کی سفاکی دیکھیے کہ اس نے خاتون صحافی کو شوٹ کر دیا لیکن اس کی کسی نے مذمت نہیں کی۔ بہر حال ایران کی صورت حال سے مغرب فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔

افغانستان کی تازہ ترین صورت حال

سوال: طالبان کا افغانستان حامد کرزئی اور اشرف غنی سے کتنا مختلف ہے؟

محمد عامر خاکوانی: میں ابھی افغانستان کا دورہ کر کے آیا ہوں تو سب سے بڑا فرق امریکہ کی عدم موجودگی کا ہے۔ پہلے وہاں امریکہ دندناتا پھر رہا تھا، چیک پوسٹیں تھیں اور ایک خوف کی فضا تھی۔ کابل ایئر پورٹ پر بے پناہ سکیورٹی ہوتی تھی جگہ جگہ لوگوں کی چیکنگ کروائی جاتی تھی۔ اب وہاں امن وامان اور سکون کی فضا ہے۔ البتہ اکا دکا دھماکے ہوتے ہیں لیکن عمومی حالات بہت بہتر ہیں۔ اسی طرح پہلے کابل اینٹی پاکستان شہر سمجھا جاتا تھا' خاص طور پر کابل کی انتظامیہ پاکستانیوں کو مشکوک انداز سے دیکھتی تھی۔ پہلے ہمیں اس کے تجربے ہوئے ہیں لیکن اب الحمد للہ! طالبان انتظامیہ نے پاکستانیوں کے ساتھ دوستانہ ماحول بنایا ہوا ہے۔

سوال: افغان طالبان اور پاکستان دوستی کے دعویدار پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں لیکن آج کل دونوں اطراف سے کراس بارڈر دہشت گردی کے الزامات ایک دوسرے پر لگائے جا رہے ہیں۔ کیا واقعتاً اس طرح کی نفرت پیدا ہو رہی ہے؟

محمد عامر خاکوانی: ہمیں پاکستانی سفارت خانے اور افغان سفارت خانے کے لوگوں نے بتایا تھا کہ اس طرح کے معاملات چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں لیکن میڈیا ان کو غیر ضروری ہائپ دیتا ہے کیونکہ یہاں اور وہاں دونوں جگہوں پر دشمن عناصر بھی سرگرم ہوتے ہیں لیکن اس میں خطرے والی کوئی بات نہیں۔ وہاں کے سمجھدار لوگ جانتے ہیں کہ ایسے چھوٹے موٹے واقعات کے بعد ٹویٹر پر بیانات وغیرہ چلتے رہتے ہیں لہٰذا ہم لوگوں کو یہی مشورہ دیتے ہیں کہ ان چیزوں کو نظر انداز کریں۔ مثال کے طور پر ایک پاکستانی ٹرک جا رہا تھا تو ایک طالبان کمانڈر نے اس کے اوپر سے پاکستانی جھنڈا اتار دیا۔ میڈیا نے اس واقعہ کو بہت اچھالا۔ حالانکہ طالبان حکومت نے اس کمانڈر کو جیل میں ڈال دیا اور اس کو سزا سنائی۔ میڈیا جس طرح واقعات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے، اس سے یہ تاثر لینا کہ پاکستان اور افغانستان میں کشیدگی بڑھ رہی ہے بالکل غلط ہے۔

سوال: کیا افغان طالبان حکومت سخت ترین بین الاقوامی حالات کا مقابلہ کر پائے گی؟

محمد عامر خاکوانی: سخت ترین حالات میں انہوں نے ایک سال گزار لیا ہے۔ اس وقت پابندیاں لگی ہوئی ہیں۔ ان کو چیلنجز درپیش ہیں لیکن اس کے باوجود وہ جدوجہد کر رہے ہیں اور خاص طور پر مسلم ممالک کے ساتھ مل کر مختلف پراجیکٹس شروع کر رہے ہیں۔ ازبکستان ماضی میں ان کا مخالف تھا لیکن اب طالبان نے اس کے ساتھ بھی بہت اچھے تعلقات بنا لیے ہیں۔ ایران کے ساتھ بھی معاملات ٹھیک ہیں۔ البتہ تاجکستان کے ساتھ تھوڑا سا ایشو ہے۔ وہاں ازبکستان کے ساتھ کاشغر سے طورخم تک ریلوے لائن کا ایک بڑا پراجیکٹ شروع ہو رہا ہے۔ بہر حال اس کے باوجود کہ ان کے لیے بہت زیادہ چیلنجز ہیں، پابندیاں ہیں، بے روزگاری ہے کیونکہ نیٹو کے جانے کے بعد فوج اور انتظامیہ کے لوگوں کی جابز ختم ہوئی ہیں، اسی طرح مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے کیونکہ روس یوکرائن جنگ کی وجہ سے آٹا، تیل اور ڈیزل وغیرہ بھی مہنگا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود وہ بہتر طور پر سروائیو کر رہے ہیں اور ان کی کرنسی بھی پاکستانی کرنسی سے بہتر ہے۔ طالبان حکومت نے اپنے اخراجات بہت کم کیے ہوئے ہیں۔ ان کا سادہ سا لائف سٹائل ہے۔ ان کا کھانا، پینا،

پہننا، سواری سب کچھ سادہ ہے۔ جب حکومت عوام کے مسائل میں اُن کا ساتھ دیتی ہے تو لوگوں میں اتحاد پیدا ہوتا ہے جو فائدہ مند ہوتا ہے۔

سوال: حال ہی میں افغان حکومت نے روس سے سستا تیل، گیس اور گندم خریدنے کے لیے ایک معاہدہ کیا ہے۔ افغانستان میں امریکہ کے خصوصی ایلچی نے اس حوالے سے بڑا دھمکی آمیز بیان بھی دیا ہے۔ کیا امریکہ افغانستان کے حوالے سے اپنی شرانگیزیاں اسی تواتر سے جاری رکھے گا؟

ایوب بیگ مرزا: مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے اور میں طالبان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے امریکہ کی ناراضگی کی قطعی پروانہ کرتے ہوئے اپنے سابقہ دشمن روس سے تیل، گیس، گندم وغیرہ جیسی اشیاء خریدی ہیں۔ حالانکہ امریکہ کا خوف پوری امت مسلمہ پر اتنا ہے کہ آج تک کوئی مسلمان ملک طالبان حکومت کو تسلیم نہیں کر سکا۔ لیکن طالبان نے اس اصول کو اپناتے ہوئے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا' انہوں نے روس کے ساتھ سالانہ دس لاکھ ٹن پٹرول اور ڈیزل اور پانچ لاکھ ٹن ایل پی جی اور بیس لاکھ ٹن گندم خریدنے کا معاہدہ کیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو یہ دونوں ممالک کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ ہے لیکن امریکہ دوسروں کے معاملات میں مداخلت کرنے اور شرانگیزی پھیلانے سے باز نہیں آتا۔ امریکی ایلچی برائے افغانستان نے اشتعال انگیز بیان دیا کہ افغانستان میں خانہ جنگی ہوگی یعنی اسے امید ہے۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ وہ مسلمانوں کا ملک ہے اور طالبان اس کو درست سمت میں چلا رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کو معاشی حوالے سے بہت مسائل ہیں لیکن ابھی تک وہ ان مسائل سے نکلنے کے لیے امریکہ، مغرب یا کسی اور کے آگے نہیں جھکے بلکہ انہوں نے کوشش کی ہے کہ اپنے مسائل شریعت کی حدود کے اندر رہ کر خود حل کریں۔ ابھی تک انہوں نے کسی سے قرض نہیں لیا، جس پر انہیں سود دینا پڑے اور یہ بہت بڑی بات ہے کہ ایسا ملک جسے ہر شے کی ضرورت ہے لیکن وہ کسی سے سودی قرض لینے کو تیار نہیں ہے۔ وہ اپنی سادہ زندگی میں رہ کر چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانے کے مصداق اپنے مسائل حل کر رہے ہیں۔ وہ ہماری طرح نہیں کہ بڑے بڑے پراجیکٹ لگا کر دوسروں سے قرض لے کر ان کو مکمل کریں اور پھر دوسروں کے آگے بچھ کر ان کے احکامات پر عمل کرنا شروع کریں اور اپنی خارجہ اور دفاعی پالیسیوں میں دوسروں کی ڈکٹیشن پر چلیں۔ اللہ نے ان کو بچایا ہے۔ غالباً روس کے ساتھ ساتھ چین کے ساتھ بھی ان کی بات چیت جاری ہے اور چین کے ساتھ وہ معاہدے کریں گے۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ امریکہ کی روس اور چین دونوں سے دشمنی ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنی قوم، اپنے ملک کے مفاد کو مدنظر رکھ کر چل رہے ہیں۔

سوال: افغانستان میں دہشت گردی کے واقعات میں تیزی آئی ہے۔ حال ہی میں امتحانی سنٹر میں دہشت گردی کا واقعہ ہوا ہے جس میں 50 سے زائد شہادتیں ہوئیں۔ پھر معیشت کا مسئلہ ہے اور انسانی حقوق کا مسئلہ بھی بین الاقوامی سطح پر اُٹھایا جاتا ہے، کیا طالبان حکومت ان سارے چیلنجز سے نمٹ پائے گی؟

رضاء الحق: یقیناً ان چیلنجز سے نمٹ لے گی ان شاء اللہ ہم دعا بھی کرتے ہیں۔ طالبان بھی سمجھتے ہیں اور وہ پورے پلان کے ساتھ آئے ہیں۔ سیاسی، معاشی، معاشرتی اور اندرونی خلفشار کے حوالے سے امریکہ کا پلان بہت عرصہ سے چلتا آرہا ہے جس کے لیے امریکہ گزشتہ ایک سال سے مسلسل کوشش کر رہا ہے۔ افغانستان میں دہشت گردی کے واقعات داعش نے کروائے ہیں جن میں سینکڑوں شہادتیں ہو چکی ہیں اور داعش امریکہ کی اپنی پیداوار ہے۔ پھر شمالی اتحاد کو بھی امریکہ سپورٹ کر رہا ہے۔ امریکہ افغانستان کے اندرونی خلفشار کے لیے ریشہ دوانیاں کر رہا ہے اور اس کی کوشش یہ ہے کہ پاکستان کو بھی دوبارہ استعمال کرے۔ ہماری دعا ہے کہ پاکستان اس معاملے میں استعمال نہ ہو۔ معاشی مسائل کو دیکھیں تو امریکہ ان کے 9 ارب ڈالر دبا کر بیٹھ گیا۔ اب اس نے اعلان کیا کہ اس میں سے کچھ رقم سوئزر لینڈ میں ٹرسٹ کے حوالے کرے گا جو آہستہ آہستہ افغان طالبان کے علاوہ دوسرے طریقوں سے افغانستان میں تقسیم کروائے گا۔ یعنی اس کی مکمل کوشش ہے کہ افغانستان کو معاشی طور پر مستحکم نہیں ہونے دینا اور طالبان حکومت کو متزلزل کر کے گرایا جائے۔ اس کا سب سے خوفناک حملہ افغانستان کے معاشرتی نظام پر ہے۔ خاص طور پر ان کی طرف سے جو کہا جاتا ہے کہ وہاں انسانی حقوق کی پامالی ہو رہی ہے اور مغربی میڈیا طالبان کا میڈیا ٹرائل جاری رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ دنیا کے سامنے یہ نقشہ پیش کیا جائے کہ اس وقت افغانستان میں انسانی حقوق کی پاسداری نہیں ہو رہی۔ وہ چاہتے ہیں کہ افغان طالبان بھی مغرب کی طرح مادر پدر آزادی کو اختیار کریں جس کو طالبان کبھی بھی نہیں اپنائیں گے اور نہ ہی کسی صورت میں کرنا چاہیے۔ اس وقت امریکہ کے سب سے بڑے دشمن روس، چین، افغانستان، ایران اور پاکستان ہیں اور اس کی کوشش ہوگی کہ کسی نہ کسی طرح ان ممالک کو نقصان پہنچاتا رہے اور ان کو آپس میں متحد نہ ہونے دے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دشمن کو پہچانیں اور اس سے نبرد آزما ہونے کی کوشش کریں۔

سوال: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ پاکستان، ایران اور افغانستان کو PIA کہا کرتے تھے کہ ان ممالک کا ایک بلاک بنے جو امت مسلمہ کے مسائل سے نبرد آزما ہو سکے۔ موجودہ حالات میں ایسا اتحاد بنتا ہوا دکھائی دیتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: فی الحال تو ایسا ہرگز نظر نہیں آرہا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے یہ بات تقریباً بیس سال پہلے کہی تھی۔ اب پاکستان اور افغانستان کے تعلقات بہتر تو ہیں لیکن ابھی بھی اس طرح کی اپنائیت نہیں ہے جس طرح کی ہونی چاہیے۔ دوسری طرف ایران سے پاکستان بہت دور ہوا ہے حالانکہ ایران اور افغانستان کے تعلقات زیادہ قریبی ہیں۔ جب طالبان 15 اگست 2021ء کو اقتدار میں آئے تھے تو اس وقت پاکستان کے افغانستان سے جتنے قریبی تعلقات تھے وہ اب نہیں رہے۔ امریکہ نے اس میں دخل اندازی کی ہے۔ افغانستان کے وزیر دفاع نے پاکستان پر الزام لگایا ہے کہ پاکستان نے امریکہ کو افغانستان پر ڈرون حملے کرنے کے لیے ایئر بیس دیے ہوئے ہیں۔ بہرحال افغانستان اور پاکستان کے تعلقات آئیڈیل نہیں رہے۔ ایران اور پاکستان کے تعلقات تو ایک عرصہ ہوا ہے خراب ہو چکے ہیں جو اب بہتری کا نام نہیں لے رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ امریکہ کے ایران کے ساتھ اچھے تعلقات نہیں ہیں لہٰذا ہم ایران کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کی جرأت نہیں کر پا رہے۔ حالانکہ ایران کا تیل روس سے بھی سستا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم ایران سے تیل کیوں نہیں خرید رہے؟ پھر گیس پائپ لائن کا معاہدہ ایک عرصے سے التوا میں پڑا ہے۔ اس کی وجہ صرف امریکہ کا خوف ہے اور جب تک یہ امریکہ کا خوف موجود ہے کسی PIA اتحاد کا امکان نہیں۔ واللہ اعلم!

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

سارے نبیوں کے سردار حضور اکرم ﷺ کی عظمت وفضیلت پر بہت کچھ لکھا گیا اور بولا گیا ہے اور جب تک دنیا باقی ہے حضور اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کئے جاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب جسے اللہ تعالیٰ نے 23 سال کے عرصہ میں حضور اکرم ﷺ پر بذریعہ وحی نازل فرمائی، سرکار دو عالم ﷺ کے محاسن وفضائل اور کمالات کا ایک حسین وجمیل گلدستہ بھی ہے، اور آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ واوصاف حسنہ کا ایک خوب صورت اور صاف شفاف آئینہ بھی۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آپ ﷺ کا ذکر خیر موجود ہے، کہیں آپ کو اللہ کا رسول کہا گیا ہے، کہیں لوگوں کو خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بتلایا گیا ہے، کہیں کہا گیا ہے کہ اے محمد آپ کی رسالت پوری کائنات کے لیے ہے، کہیں کہا آپ آخری نبی ہیں۔ غرضیکہ قرآن کریم میں آپ ﷺ کے بے شمار اوصاف بیان کئے گئے ہیں مگر ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء: 107) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا ایک امتیازی وصف بیان کیا ہے۔ اور وہ ہے کہ ہم نے آپ کو دنیا جہان کے لوگوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ یعنی آپ ﷺ کی ذات سراپا رحمت ہے، نہ صرف اس زمانہ کے لیے جس میں آپ مبعوث ہوئے اور نہ صرف ان لوگوں کے لیے جن کے سامنے آپ مبعوث فرمائے گئے، بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے آپ ﷺ کو نبی رحمت یعنی سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

سیرت النبی کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کفار مکہ کے ہاتھوں کیا کچھ تکلیفیں اور اذیتیں نہ سہیں، لیکن کبھی نہ کسی کے لیے بددعا فرمائی اور نہ کسی پر نزول عذاب کی تمنا کی بلکہ اگر آپ ﷺ کو عذاب کا اختیار بھی دیا گیا تب بھی از راہ رحمت وشفقت آپ ﷺ نے ہر تکلیف نظر انداز کی اور ظالموں سے درگزر کیا، حالانکہ ان کا جرم کچھ کم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے پیارے رسول کو ایذا دینے کے گناہ میں مبتلا ہوئے تھے، ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب قہر بن کر نازل ہونا چاہئے تھا لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ عفو وکرم سے کام لیا اور محض آپ کی صفت رحمت کے باعث وہ قہر خداوندی سے محفوظ رہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کی شخصیت سراپا رحمت ہے، آپ ﷺ کی یہ خصوصیت آپ کی شخصیت کے ہر پہلو میں بہ تمام وکمال موجود ہے۔ آپ ﷺ اپنی گھریلو زندگی میں، گھر سے باہر کے معاملات میں، اپنوں اور غیروں کے ساتھ، بڑوں اور بچوں کے ساتھ، ایک ناصح مشفق اور ہمدرد وغم گسار کی حیثیت سے نمایاں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمت سے معمور دل عطا فرمایا تھا جو کمزوروں کے لیے تڑپ اٹھتا تھا، جو مسکینوں اور یتیموں کی حالت زار پر غم سے بھر جاتا تھا۔ سارے جہاں کا درد آپ ﷺ کے دل میں سمٹ آیا تھا۔ یہاں تک کہ رحمت کا وصف آپ کی طبیعت ثانیہ بن گیا تھا، کیا چھوٹا، کیا بڑا، کیا اپنا کیا پرایا، کیا مسلمان، کیا کافر سب آپ ﷺ کے رحم وکرم سے بہرہ ور رہا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی بچوں پر شفقت:

بچوں پر آپ ﷺ کی شفقت کا نظارہ قابل دید تھا، مدینہ منورہ کی گلیوں میں کوئی بچہ آپ کو کھیلتا کودتا نظر آتا تو آپ خوشی میں اس کو لپٹا لیا کرتے تھے، اس کو بوسے دیتے، اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے، ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پیار کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی کو یہ منظر دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اور کہنے لگا کہ کیا آپ اپنے بچوں کو پیار بھی کرتے ہو، ہم تو نہیں کرتے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت کا جذبہ ختم کر دیا ہے؟ ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنی نواسی امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ سجدہ میں تشریف لے جاتے تو امامہ کو زمین پر بٹھا دیتے اور کھڑے ہوتے تو انہیں گود میں اٹھا لیتے۔ اسی طرح ایک مرتبہ نماز کے دوران بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے نماز مختصر کر دی تاکہ بچے کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔

آپ ﷺ نے خواتین کو معاشرہ میں عزت دی:

عورتیں فطرتاً کمزور ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے بار بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تلقین فرمائی کہ وہ عورتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں، اُن کی دل جوئی کریں، ان کی طرف سے پیش آنے والے ناگوار باتوں پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس لیے کہ یہ عورتیں تمہاری نگرانی میں ہیں۔ ایک مرتبہ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی لڑکی کی صحیح سرپرستی کی اور اس کی اچھی تربیت کی تو یہ لڑکی قیامت کے دن اس کے لیے دوزخ کی آگ سے رکاوٹ بن جائے گی۔ آپ ﷺ نے خود اپنے طرز عمل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ حضور اکرم ﷺ نے بیواؤں سے نکاح کر کے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ بیواؤں کو تنہا نہ چھوڑو بلکہ انہیں بھی اپنے معاشرہ میں عزت بخشو۔

آپ ﷺ نے خادموں اور نوکروں کا خیال رکھا:

آپ ﷺ کو خادموں اور نوکروں کا بھی بڑا خیال تھا چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خادم تمہارے بھائی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارا ماتحت بنا دیا ہے، اگر کسی کا بھائی اُس کا ماتحت بن جائے تو اُسے اپنے کھانے میں سے کچھ کھلائے، اس کو ایسا لباس پہنائے جیسا وہ خود پہنتا ہے، اس کی طاقت وہمت سے زیادہ کام نہ لے، اگر کبھی کوئی سخت کام لے تو اُس کے ساتھ تعاون بھی کرے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تمہارا خادم یعنی نوکر جا کر تمہارے لیے کھانا بنا کر لائے تو اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ یا اُس کھانے میں سے اُسے کچھ دے دو۔ اس لیے کہ آگ کی تپش اور دھویں کی تکلیف تو اُس نے برداشت کی ہے۔

آپ ﷺ کی یتیموں سے ہمدردی:

یتیموں کے لیے بھی آپ ﷺ کے دل میں بڑی ہمدردی تھی، اس لیے آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یتیموں کی

کفالت کرنے پر اکسایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے، آپؐ نے قربت بیان کرنے کے لیے بیچ اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ یعنی یتیم کی کفالت کرنے والا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جنت میں ہوگا۔

آپ ﷺ کا جانوروں پر رحم:

آپ ﷺ کی رحمت کا دائرہ صرف انسانوں تک محدود نہ تھا بلکہ بے زبان جانور بھی آپ ﷺ کی رحمت سے مستفید ہوتے تھے۔ احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کسی انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ موجود تھا، آپ ﷺ کو دیکھ کر اونٹ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ یہ منظر دیکھ کر اس اونٹ کے پاس تشریف لے گئے، اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا یہاں تک کہ پرسکون ہوگیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دریافت کیا: اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرا ہے۔ آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اس جانور کا مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے زیادہ کام لیتے ہو۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ اگر تم جانور ذبح کرو تو اچھے طریقے پر ذبح کرو، ذبح کرنے سے پہلے اپنی چھری تیز کرلیا کرو تاکہ جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔

آپ ﷺ کا بے جان چیزوں پر رحم:

بے زبان چیزیں بھی آپ ﷺ کے دائرہ رحمت میں شامل تھیں، سیرت کی کتابوں میں ایک حیرت انگیز واقعہ موجود ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ بے زبان چیزوں سے بھی آپ ﷺ کا کتنا تعلق تھا۔ مسجد نبوی میں جب آپ ﷺ خطبہ دیتے دیتے تھک جاتے تو ایک ستون سے ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔ بعد میں آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کردیا گیا۔ آپ ﷺ اُس پر تشریف رکھنے لگے۔ ظاہر ہے کہ وہ ستون آپ کے جسم اطہر کے لمس سے محروم ہوگیا۔ اُس بے زبان ستون کو اِس واقعہ سے اِس قدر صدمہ پہنچا کہ وہ تڑپ اٹھا یہاں تک کہ اُس کے رونے کی آواز آپ ﷺ نے بھی سنی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کانوں تک بھی پہنچی۔ آپ ﷺ منبر سے اتر کر ستون کے پاس تشریف لے گئے، اور اُس پر دست شفقت رکھ کر اُس کو پرسکون کیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ ستون قیامت تک اسی طرح روتا رہتا۔

آپ ﷺ کا عفو و کرم:

مکی دور میں قریش مکہ نے آپ ﷺ کو کتنا ستایا، آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کتنے مظالم ڈھائے گئے یہاں تک کہ آپؐ کو اپنا وطن عزیز بھی چھوڑنا پڑا۔ اس سے بڑھ کر تکلیف دہ واقعہ انسان کے کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ہم وطنوں کے ظلم وستم سے عاجز آکر اپنا گھر بار سب کچھ چھوڑ کر دیارِ غیر میں جا کر فروکش ہوجائے۔ اس کے باوجود جب چند سال بعد آپ ﷺ فاتحانہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عجز وانکساری سے آپ ﷺ کی گردن مبارک جھکی ہوئی تھی اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے: تم پر آج کوئی گرفت نہیں ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ اُس دن چاہتے تو اپنے تمام دشمنوں سے گن گن کر بدلہ لے سکتے تھے، مگر آپ ﷺ نے انتقام پر عفو وکرم کو ترجیح دی اور فرمایا: آج رحمت کا دن ہے۔

یہ ایسا عظیم موضوع ہے کہ رحمۃ للعالمین کے رحم وکرم اور شفقت پر پر دن رات بھی لکھا جائے تو اس موضوع کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بیوی، بچے، گھر کے افراد اور گھر کے باہر لوگوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنے والا بنائے جو رحمۃ للعالمین نے اپنے قول وعمل سے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے پیش فرمائے، آمین!

❁❁❁

ضرورت ہے

رانا ٹاؤن لاہور میں ایک پرائیویٹ پرائمری سکول کے لیے فی میل ٹیچرز سٹاف کی ضرورت ہے۔

ان نمبرز پر اپنی CV واٹس ایپ کریں۔

0331-5987280
0332-9225484

ای میل ایڈریس:

tmes.montessori@gmail.com

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

"جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی، عقب (Admor) ایڈمور پٹرول پمپ نزد سر صاحب زادہ پبلک سکول، پرانا حاجی کیمپ، جی ٹی روڈ، پشاور (حلقہ پشاور)" میں

21 تا 23 اکتوبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء و معاونین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 091-2262902 / 0334-8937739

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-78

زبان کی حفاظت

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

محترم رفقائے گرامی! اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی صلاحیتیں عطا کی ہیں اور یہ تمام صلاحیتیں اس لیے عطا کی گئی ہیں تا کہ وہ دنیا میں اللہ کا خلیفہ بن کر زندگی گزارے۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی صلاحیتیں وہاں پر کھپائے جہاں انہیں کھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یا ترغیب دلائی گئی ہے۔ اور آخرت میں اسے ان صلاحیتوں کے حوالے سے جوابدہ بھی ہونا پڑے گا۔ جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 36 میں فرمایا گیا ہے۔

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٦﴾﴾ ’’اور مت پیچھے پڑو اُس چیز کے جس کے بارے میں تمہیں علم نہیں۔ یقیناً سماعت‘ بصارت اور عقل سبھی کے بارے میں باز پُرس کی جائے گی۔‘‘

انہی صلاحیتوں میں سے ایک صلاحیت نطق کی بھی ہے۔ یعنی زبان کے ذریعے اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کی قدرت۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات کو ان کی ضروریات کے مطابق ان کو زندگی گزارنے کے لیے درکار صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ مگر بیان کرنے کی صلاحیت ایسی منفرد صلاحیت ہے کہ یہ صرف انسان کو ہی عطا کی گئی ہے یہ انسان پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمٰن آیات 1 تا 4 میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿اَلرَّحْمٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿٢﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿٤﴾﴾ ’’رحمٰن نے ‚قرآن سکھایا۔ اُسی نے انسان کو بنایا۔ اس کو بیان سکھایا۔‘‘

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور قرآن حکیم اس کے لیے بہترین نعمت ہے اور بہترین صلاحیت نطق یعنی زبان کی صلاحیت ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اس بولنے کی صلاحیت کو قرآن مجید کی تعلیمات کو سیکھنے، سکھانے اور عام کرنے کے لیے استعمال کرے۔

اس کے برعکس ہمارا حال یہ ہے کہ ہم زبان کا بغیر سوچے سمجھے بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں کچھ علم نہیں ہوتا کہ ہم کہاں بول رہے ہیں اور کیا بول رہے ہیں؟ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا۔ سڑک پر چلتے ہوئے کسی گاڑی کا بمپر کسی دوسری گاڑی یا موٹر سائیکل سے معمولی سا چھو جائے تو فوراً دونوں گاڑیوں کے ڈرائیور نیچے اُتر کر گالم گلوچ اور ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہماری قوم میں تحمل اور برداشت تو گویا بالکل ختم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ ق آیت 18 میں فرماتے ہیں۔

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿١٨﴾﴾ ’’وہ کوئی لفظ بھی نہیں بولتا ہے مگر اُس کے پاس ایک مستعد نگران موجود ہوتا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق انسان جو لفظ بھی زبان سے نکالتا ہے فوراً لکھ لیا جاتا ہے۔ اور اس لکھنے کا مقصد سوائے اِس کے کیا ہوسکتا ہے کہ روز قیامت اس سے اس کے بارے میں جواب طلبی ہو۔ لہٰذا انسان کو اپنی زبان سے ہر لفظ سوچ سمجھ کر نکالنا چاہیے۔

ہم سیاست پر گفتگو کرتے ہیں لیکن غیر ضروری طور پر جذبات میں بہہ جاتے ہیں ایک فریق ایک سیاست دان کا حامی ہے اور دوسرا دوسرے سیاست دان کے حق میں ہوتا ہے ہم اُن کی سیاست اور اُن کے طرزِ عمل پر بات کرتے ہوئے ایک دوسرے سے اُلجھ جاتے ہیں، دلائل پر جذبات حاوی ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ باہمی تعلقات کو بگاڑ لیتے ہیں۔ جبکہ وہی حریف سیاست دان نجی زندگی میں ہم پیالہ اور ہم نوالہ دکھائی دیتے ہیں جبکہ اُن کی خاطر ہمارے ہاتھ ایک دوسرے کے گریبانوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ سیاست پر بحث ضرور کریں لیکن افہام وتفہیم کے انداز میں دوسرے کو پچھاڑنے کی فکر نہ کریں اُسے سمجھانے کی کوشش کریں اگر پھر بھی اختلاف رہے تو محبت بھرے انداز میں انگریزی کا محاورہ بولیں: "We agree to disagree" گفت وشنید جاری رکھیں لیکن تحمل اور برداشت کے ساتھ اور باہمی احترام کے ساتھ اور یہ بھی نہ بھولیں کہ ہمارے سیاست دانوں کے معاملات اور طرزِ زندگی کسی طرح بھی قابل تحسین نہیں لہٰذا ہم اپنے اخلاق میں بگاڑ کیوں پیدا کریں، زبان کے بے دریغ اور بلا سوچے سمجھے استعمال سے فساد پیدا ہوتا ہے۔

ایک بہو اور ساس میں ہر وقت لڑائی رہتی تھی۔ بہو اور ساس دونوں ہی زبان کی بہت تیز تھیں۔ ایک دن بہو تنگ آکر ایک بزرگ کے پاس گئی اور ان سے ساس کے لیے تعویز مانگا۔ بزرگ نے بہو کی پوری کہانی سنی اور اسے تعویز دے کر کہا کہ جب بھی ساس بولنے لگے تو تم اس تعویز کو سختی سے دانتوں کے درمیان دبا لینا اور جب تک ساس بولتی رہے۔ اسے دانتوں میں دبائے رکھنا کچھ عرصہ کے بعد دونوں کی لڑائی ختم ہوگئی۔ بہو بہت خوش ہوئی اور بعد میں جب بھی کوئی اور لڑکی اس سے اپنی ساس کی شکایت کرتی وہ اسے وہی تعویز دے کر اسی طرح ہدایت کرتی کہ اسے دانتوں میں دبائے رکھے۔ وہ تعویز گاؤں میں بہت مشہور ہوگیا۔ تجسس کے مارے کسی نے اس تعویز کو کھولا کہ دیکھیں اس تعویز میں کیا لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ خالی کاغذ ہے۔ یہ ہے خاموش رہنے کی کرامت۔ اسی وجہ سے پرانی کہاوت مشہور ہے: ’’ایک چپ سو کو ہرا وے‘‘ یا ’’ایک چپ سو سکھ۔‘‘

آیئے دیکھتے ہیں کہ زبان کی حفاظت کے بارے میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ہماری کیا راہنمائی کر رہے ہیں:

’’اے اہلِ ایمان! زیادہ گمان کرنے سے بچو‘ بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے حالات کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ یہ تو تمہیں بہت ناگوار لگا! اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو‘ اللہ توبہ کا بہت قبول فرمانے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔‘‘ (الحجرات: 12)

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ﴿١﴾﴾ (الھمزہ) ’’بڑی خرابی ہے ہر اُس شخص کے لیے جو لوگوں کے عیب چنتا رہتا ہے اور طعنے دیتا رہتا ہے۔‘‘

سورۃ القلم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ﴿١١﴾﴾ ’’اور آپؐ مت مانیے کسی ایسے شخص کی

بات جو بہت قسمیں کھانے والا انتہائی گھٹیا ہے۔ رُو در رُو طعنے دیتا ہے' چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔''

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سی چیز ہے جس سے مجھے سب سے زیادہ خوفزدہ رہنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا۔ (ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں آپ ﷺ نے بہت سی عبادات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کیا میں تمہیں وہ چیز بھی بتادوں جس پر گویا ان تمام عبادات کا دارومدار ہے۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، وہ چیز بھی ضرور بتادیجیے۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا، اس کو روکو (یعنی اپنی زبان قابو میں رکھو۔ یہ چلنے میں بے باک اور بے احتیاط نہ ہو) حضرت معاذ بن جبل ؓ نے عرض کیا، ہم جو باتیں کرتے ہیں کی ان پر بھی ہم سے مؤاخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اے معاذ! تجھے تیری ماں روئے (عربی زبان میں یہ پیار کا کلمہ ہے) آدمیوں کو دوزخ میں ان کے منہ کے بل ان کی زبان کی بے باکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔ (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش گفتگو کرنے والا اور بد کلام نہیں ہو سکتا۔ (ترمذی)

اب اس حدیث کی روشنی میں آج کے مسلمان کا جائزہ لیں۔ اب تو بات بات پر ہم ایک دوسرے کو طعن و تشنیع کرتے ہیں لعنت ملامت کرتے ہیں۔ بدکلامی اور فحش گفتگو عام ہے۔

حضرت صفوان بن مسعود (ترمذی) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا۔ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' پھر عرض کیا گیا کیا مؤمن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' پھر عرض کیا گیا کیا مؤمن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں!'' (موطا امام مالک)

حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کون سا مؤمن سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی زبان سے اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔'' (بخاری)

۵۔ عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔'' (ترمذی)

اب دیکھیے حضور اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ جو خاموش رہا وہ کامیاب ہوگیا۔ ظاہر ہے جو شخص زیادہ تر خاموش رہے گا، وہ ضرورت کے مطابق ہی مختصر کلام کرے گا۔ جیسا کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ ((خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ)) ''بہترین کلام وہ ہے جو مختصر ہو اور اپنے مفہوم پر دلالت کرے۔'' لہٰذا بولنے سے پہلے ضرور سوچ لینا چاہیے کہ یہ بات مجھے زبان سے نکالنی چاہیے یا نہیں جیسے کہاوت ہے کہ ''پہلے تولو پھر بولو''

آج کے دور میں تو ہماری زبانیں بہت تیز ہوگئی ہیں اور بغیر سوچے سمجھے جگہ بے جگہ چلتی رہتی ہیں۔ سوچیۓ! کیا دوسرے لوگ ہماری زبان سے محفوظ ہیں۔ کہتے ہیں کہ تلوار کا زخم تو بھر جاتا ہے، زبان کا دیا ہوا زخم نہیں بھرتا۔ کسی بھی شخص نے آپ کو طعنہ دیا یا برا بھلا کہا۔ بعد میں وہ شخص آپ سے معافی بھی مانگ لے اور آپ اس کو معاف بھی کر دیں۔ مگر آپ اس کا دیا ہوا طعنہ کبھی بھی نہیں بھول پائیں گے۔ وہ بات کبھی بھی آپ کے دل سے نہیں نکل پائے گی۔ لہٰذا ہمیں خاموش رہنے کی عادت اپنانی چاہیے۔ اگر زبان سے کوئی کلمہ نکلے تو خیر ہی کا ہو۔ وگرنہ خاموش رہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(29 ستمبر تا 02 اکتوبر 2022ء)

☆ جمعرات (29 ستمبر) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

☆ جمعہ (30 ستمبر) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی کی جامع مسجد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ ایک مقامی امیر سے ناظم اعلیٰ، نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان اور امیر حلقہ کے ہمراہ ملاقات رہی۔ بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں ایک نکاح پڑھایا۔

☆ اتوار (02 اکتوبر) کو بعد نماز عصر شادمان ٹاؤن کی مسجد میں سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے خطاب کیا۔ مغرب سے عشاء کے درمیان مقامی تنظیم فیڈرل بی ایریا کا ماہانہ درس قرآن ہوتا ہے، اس میں کچھ دیر کے لیے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء ایک اور مسجد میں سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے گفتگو کی۔

علاوہ ازیں معمول کی مصروفیات رہیں۔ نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''دارُالاِسلام، مرکز تنظیم اسلامی 23KM ملتان روڈ نزد چوہنگ، لاہور''

26 تا 31 اکتوبر 2022ء (بروز بدھ نمازِ عصر تا بروز سوموار نمازِ عشاء)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہورہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

دو روزہ میڈیا ورکشاپ برائے مدیران دینی جرائد بعنوان

"تشدد، مسلح تصادم اور قدرتی آفات میں صحافت"

منتظمین کی جانب سے دینی جرائد میں سے ہفت روزہ ندائے خلافت کے لیے ایک معیاری رسالہ کا اعزاز

ڈاکٹر حبیب اسلم

انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے زیر اہتمام دینی رسائل و جرائد کے مدیران کے لیے تشدد، مسلح تصادم اور قدرتی آفات میں صحافت کے موضوع پر میڈیا ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا جس کا مقصد شرکاء کے اندر یہ صلاحیت پیدا کرنا تھا کہ زلزلہ وسیلاب جیسی قدرتی آفات، جنگ و جدل اور دیگر انسانی تنازعات کا پیشہ ورانہ اور معیاری تجزیہ اور رپورٹنگ کر سکیں اور ریلیف کے لیے سرگرم قومی و بین الاقوامی اداروں کی سرگرمیوں کا بھی غیر جانبدارانہ جائزہ لینے کے قابل ہوں۔ یہ ورکشاپ انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس کے اشتراک سے 6، 7 اکتوبر 2022ء کو شنگریلا ہوٹل، مری میں منعقد ہوئی جس میں ملک کے طول وعرض سے مختلف دینی و مذہبی رسائل و جرائد کے مدیران کو مدعو کیا گیا۔

5 اکتوبر دوپہر 12 بجے ندائے خلافت کے مدیر اور میرے استاد محترم ایوب بیگ مرزا صاحب نے ایک ایمبولینس نما گاڑی میں مجھے معاون کے طور پر سروسز ہاسپٹل سے pick کیا۔ گھر سے لائے ہوئے کھانے پینے کا سامان کھاتے پیتے، قصری نمازیں پڑھتے، سفر طے کرتے ہوئے ہم رات 8 بجے مری سے بھی اوپر اس کی چھت پر واقع شنگریلا ہوٹل پہنچ گئے۔ ڈائننگ ہال میں پُرتکلف کھانے کے بعد ٹی وی پر خبریں سنتے اور تبصرے کرتے ہوئے اپنے روم تک آتے آتے ہی احساس ہو گیا کہ گھر والوں کا گرم کپڑے ساتھ لے جانے کا مشورہ درست ہی تھا۔ رات کو ملکی تاریخ اور تنظیمی واقعات کی پرانی یادوں کو تازہ کرتے کرتے سو گئے۔ اگلی صبح ناشتہ کے بعد کانفرنس ہال میں پہلے سیشن کے لیے پہنچے۔

تلاوت و نعت کے بعد صحافی و کالم نگار احسان کوہاٹی نے میزبان کے طور پر سب سے تعارف دلوایا۔ جس کے بعد ICRC کے ریجنل ایڈوائزر ڈاکٹر ضیاء اللہ رحمانی صاحب نے بڑی خوبصورتی اور جامعیت سے ریڈ کراس اور ہلال احمر کی ڈیڑھ سو سالہ تاریخ، خود مختار تنظیمی ڈھانچہ، غیر جانبداری اور عالمگیر اتحاد کے اصول اور انسان دوست خدمات کو واضح کیا۔ ہری پور یونیورسٹی کے ڈاکٹر کامران اعظم صاحب نے قدرتی آفات اور انسان کی خودساختہ آفات کا فرق واضح کرتے ہوئے بتایا کسی بھی تباہی کے پیچھے قدرت کی منشاء کے ساتھ ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ کے مصداق انسان کی اپنی بداعمالیاں بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً ترقی یافتہ ممالک کی مفاد پرست ملٹی نیشنل کمپنیز کی طرف سے ماحول دشمن مواد میں اضافہ اور ترقی پذیر ممالک کی کرپٹ حکومتوں اور عوام کا اپنی سطح پر ماحول دوست اسلامی تعلیمات سے بے پرواہ ہو کر زندگی گزارنا، جس کی نشاندہی کرنا اور آواز اٹھانا بطور صحافی ہم سب کا فرض ہے۔ اس کے بعد اس سیشن کے اہم ترین مقرر ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب جو ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کے قریبی شاگرد اور میرپور یونیورسٹی کے شعبہ قانون کے چیئرمین ہیں، نے بڑی مہارت سے بین الاقوامی قانون کی بنیادوں اور مختلف شاخوں کو بیان کرتے ہوئے ''بین الاقوامی قانونِ انسانیت'' کے اسلامی پسِ منظر یعنی ''آدابُ القتال'' اور موجودہ جنگی طریقوں اور عالمی صورتحال کو واضح کیا اور اس قانون کے ''بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون'' سے فرق اور امتزاج پر مختلف مثالوں سے روشنی ڈالی۔

ظہر، ظہرانہ اور آرام کے بعد رفاہ انسٹیٹیوٹ آف میڈیا سائنسز، اسلام آباد سے ضرار خان صاحب نے ہنگامی حالات میں معلومات کی بھرمار کے باوجود ''فتبینو'' کے مصداق مختلف ذرائع سے خبر کی تحقیق کرنے، جذبات سے بالاتر اور غیر جانبدار ہو کر تحقیق و تجزیہ کرنے اور پھر معتدل اور مناسب الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے بے لوث اور بے خوف ہو کر نشر کرنے کی اہمیت بیان کی اور زور دیا کہ آفت زدہ علاقے کا کم از کم ایک دفعہ خود دورہ ضرور کیا جائے تاکہ آپ پر صحیح پسِ منظر واضح ہو۔

عشاء اور عشائیہ کے بعد میں نے اپنے بزرگ استاد کی رفاقت و خدمت کے اس لائف ٹائم موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی خدمت میں ایک انٹرویو لینے کی درخواست پیش کی جسے انہوں نے نہایت شفقت سے قبول فرما لیا لہٰذا ہم نے دو اقساط رات کو کمرے میں اور دو اقساط بعد از فجر باہر ٹیرس پر مری کی ٹھنڈی فضا اور سورج کی تازہ روشنی میں ریکارڈ کر لیں۔ جس میں استاد محترم ایوب بیگ صاحب نے اپنی زندگی کے بہت سے خاص واقعات کو اس وقت کی ملکی صورتحال کے پسِ منظر میں نہایت محبت اور جذبات کے ساتھ بیان کیا جو واقعی راقم کے لیے اس سفر کا بہترین ثمرہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

دوسرے روز اے آر وائے کے سینئر رپورٹر فیض اللہ خان صاحب نے پیچیدہ انسانی المیہ کے ہمہ جہتی تعارف کے عنوان سے مختلف پہلو واضح کرتے ہوئے اپنے افغانستان کے صحافتی سفر کے دوران بے گناہ گرفتاری، قید میں گزرے لمحات اور مختلف تنظیموں کے تعاون سے رہائی کے واقعات سنائے۔ جس کے بعد کراچی سے جنگ گروپ کے سینئر ہیلتھ رپورٹر وقار بھٹی صاحب نے انسان دوست صحافت کو انسانی خدمت کا ایک اہم ذریعہ قرار دیا اور صحت و تعلیم جیسے بنیادی انسانی مسائل کو اجاگر کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہماری صحافت کسی ایک جان بچانے کا ذریعہ بن گئی تو گویا ہم نے ساری انسانیت کی جان بچائی۔

آخری سیشن عملی مشق کا سیشن تھا، جس میں دی گئی فرضی صورتحال سے متعلق شرکاء کے ایک گروپ نے خبر رپورٹ کرنا تھا اور دوسرے گروپ نے تجزیہ تحریر کرنا تھا۔ راقم نے رپورٹر کی ذمہ داری سنبھال لی اور بیگ صاحب حسبِ معمول تجزیہ نگار کے طور پر اداریہ لکھنے لگے۔ جس سے ایک طرف تو 10 سے 15 منٹ میں رپورٹ اور اداریہ لکھنے کا غیر معمولی تجربہ ہوا اور پھر اللہ کا کرم ہوا کہ بیگ صاحب کے اداریے کو اوّل قرار دیتے ہوئے سب کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا کہ غیر جانبداری، انسانی تکریم اور اتحاد کے اصول اس اداریے میں جس طرح انتہائی محتاط اور معتدل الفاظ میں سموئے گئے ہیں، یہ واقعی ہمارے لئے دی گئی صورتحال پر ایک ماڈل تجزیہ ہے۔ انتظامیہ کی طرف سے تمام دینی جرائد میں سے ہفت روزہ ندائے خلافت کو ایک معیاری رسالہ قرار دیتے ہوئے صرف اس کے مدیر محترم مرزا ایوب بیگ صاحب سے درخواست کی کہ روسٹرم پر آ کر شرکاء کے سامنے وہ اصول بیان فرمائیں جو

آپ ندائے خلافت میں مضامین کے انتخاب اور اشاعت کے سلسلہ میں مدِ نظر رکھتے ہیں اور ہفت روزہ ہونے کے باوجود اس کے مضامین کا تنوع اور معیار ماہناموں سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ محترم ایوب بیگ صاحب نے یہ ذمہ داری راقم کے سپرد کر دی۔ جس پر راقم نے اللہ کا نام لے کر سامعین کو بتایا کہ اگرچہ ہم اپنے اندر بہتری کی بہت زیادہ گنجائش اور ضرورت محسوس کرتے ہیں لیکن ندائے خلافت کی جس خوبی کا آپ نے ذکر کیا ہے دراصل وہ دین کے اس جامع تصور کی مرہونِ منت ہے جس کی بدولت ہم ایمانیات، عبادات، رسومات، معاشرت، معیشت، سیاست، ملکی و عالمی حالات، نئے آنے والے قوانین کے محاکمہ اور نئی آنے والی آفات پر محاسبہ سمیت زندگی کے تمام گوشوں سے متعلق ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہتی تصور پیش کرنے کی اپنی سی کوشش کرتے ہیں ۔قرآن و حدیث و سیرت النبیؐ، اقبالیات، تاریخِ اسلام اور پاکستان سمیت اپنے اسلاف اور ہم عصر جماعتوں کے اکابرین کے مضامین بھی شائع کیے جاتے ہیں۔ پروگرام منتظمین کی جانب سے ہفت روزہ ندائے خلافت کو ایک اہم، جامع، معیاری، علمی اور تحقیقی رسالہ قرار دینا ہمارے رسالے کی پوری ٹیم کے لیے اعزاز کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ٹیم کو اور بہتر انداز سے خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

چونکہ تنظیمِ اسلامی معروف معنی میں نہ کوئی سیاسی جماعت ہے اور نہ کوئی مذہبی فرقہ، اور نہ ہی ہم مسٹر اور مولوی کی تقسیم کو ملک و ملت کے لیے بہتر سمجھتے ہیں لہٰذا سیاسی و مسلکی معاملات سمیت ہر معاملے میں ہم تفرق و افتراق کی بجائے یگانگی و اتحاد کو مقصد بناتے ہیں۔ آخر میں انگلش سیکشن اور یوٹیوب چینل پر نشر ہونے والے اداریاتی پروگرام ’’حکمِ اذاں‘‘ اور حالاتِ حاضرہ پر تبصروں اور تجزیوں کے پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کا تعارف کروایا۔ جس کا لنک میزبان اور شرکاء کی درخواست پر شیئر کر دیا گیا۔

نمازِ جمعہ اور آرام کے وقفے کے بعد تقسیمِ اسناد کی تقریب ہونا تھی لیکن محترم ایوب بیگ صاحب کی پیرانہ سالی اور میرے رات کے کلینک کی وجہ سے ہم پہلے ہی اسناد اور اجازت لے کر واپسی کے لیے روانہ ہوئے اور بحمد اللہ رات 10 بجے کے قریب بخیرت اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔ اللہ ہمارے سفر اور اس کے حاصل کو ندائے خلافت کے لیے بہتری کا اور ہمارے لیے اُخروی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین!

تنظیمِ اسلامی کا پیغام

خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ

سیمینار

ٹرانس جینڈر قانون:
اسلام کے معاشرتی نظام پر حملہ

سیمینار کو براہِ راست دیکھنے کے لیے
Live Link: youtube.com/tanzeemorg

زیرِ صدارت

شجاع الدین شیخ صاحب
(امیر تنظیمِ اسلامی)

اِن شاءَ اللہ

21 اکتوبر 2022
بروز جمعۃ المبارک 7:30 بجے شب

مقررین

- سینیٹر مشتاق احمد خان صاحب (جماعت اسلامی پاکستان)
- سیّد جواد نقوی صاحب (بانی و مہتمم جامعہ عروۃ الوثقیٰ لاہور)
- اوریا مقبول جان صاحب (معروف دانشور)

قرآن آڈیٹوریم
191 اتاترک بلاک
نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

خواتین کی باپردہ شرکت کا اہتمام ہے

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org
دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23 کلومیٹر، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور
فون: 78-35473375 (042)
Email:markaz@tanzeem.org
www.tanzeem.org

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن — دعائے مغفرت

☆ ہفت روزہ ندائے خلافت کے ادارتی معاون فرید اللہ مروت کی ساس وفات پا گئیں۔
اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھَا وَارْحَمْھَا وَاَدْخِلْھَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

Twenty-one Years Ago: US Invasion of Afghanistan

By Shane Quinn

More than two decades ago on 7 October 2001 the United States, backed by its close allies Britain, Canada and Australia, began a military invasion of Afghanistan in south-central Asia. The US offensive started with aerial bombing raids over Afghanistan's capital and largest city, Kabul, while American air attacks were simultaneously launched against targets in the country's second biggest city Kandahar, 300 miles south-west of Kabul, and Jalalabad, less than 100 miles east of Kabul.

The opening air raids were carried out by 15 American B-1 and B-52 heavy bombers, which descended upon Afghanistan from a US military base on the island of Diego Garcia in the Indian Ocean. Around the same time, more than two dozen American F-14 and F-18 fighter aircraft entered Afghan air space, having flown from US naval carriers in the Arabian Sea to the south. A pair of B-2 Spirit stealth bombers flew all of the way from the Whiteman Air Force Base, in Missouri, to join in the air raids against Afghanistan.

About 50 cruise missiles were fired at targets in Afghanistan from US Navy destroyers, cruisers and British Royal Navy submarines. From 18 October 2001, landing on Afghan soil were hundreds of special forces soldiers from the US Army and Air Force, supported by SAS commandos of the British Army.

CIA personnel were present in Afghanistan on 26 September 2001, just 15 days after what can be called the second 9/11 (the first 9/11 being the US-backed coup in Chile on 11 September 1973, which per capita was much more destructive). The CIA operatives in Afghanistan were quickly joined by Anglo-American special forces contingents, who supplied military equipment, arms and advice to local militants opposed to the Taliban. US-British covert operations commenced from late September 2001, and these elite units assisted in coordinating the bombing of Afghanistan a few days later.

Major aid and relief organizations, greatly concerned about the effects of the US air attacks, agreed with academic specialists that the bombings posed a "grave risk" of starvation for millions of Afghans. Three weeks into the invasion, in late October, 1,000 anti-Taliban Afghan leaders convened a meeting across the border in Peshawar, northern Pakistan. They could not see eye-to-eye on various subjects, but were unanimous in their belief that the US-British air strikes over Afghanistan were harmful, and they appealed to the international media to demand an end to the "bombing of innocent people".

In years to come, the offensive was termed by the mainstream press as one of the US's "forever wars". However, since America's official foundation on 4 July 1776, the US Armed Forces have been waging war in one form or another almost uninterrupted: for 93% of the country's near 250-year long existence. Afghanistan as a nation had committed no aggression against America or its military.

Meanwhile, 8 months after the bombing of Afghanistan had started, in June 2002 the FBI Director Robert Mueller, after leading a rigorous investigation, said that "investigators believe the idea of the September 11 attacks on the World Trade Center and Pentagon came from Al Qaeda leaders in Afghanistan... We think the masterminds of it were in Afghanistan, high in the Al Qaeda leadership". One can take note of Mueller's use of the words "believe" and "think"! Mueller was unable to furnish solid proof about those that had committed the terrorist acts. He could not say for certain that the Al Qaeda boss,

Osama bin Laden, was personally responsible for organizing it. Leading historian and analyst Noam Chomsky wrote,"If the indirect responsibility of Afghanistan could only be surmised in June 2002, it evidently could not have been known eight months before, when President Bush ordered the bombing of Afghanistan. According to the FBI, then, the bombing was a war crime, an act of aggression, based on mere supposition".

However, President Bush was undeterred by having no evidence regarding the 9/11 perpetrators.He declared in his Address to the Nation (on 7 October 2001) that he had just ordered US forces to attack "Al Qaeda terrorist training camps and military installations of the Taliban regime in Afghanistan. These carefully targeted actions are designed to disrupt the use of Afghanistan as a terrorist base of operations, and to attack the military capability of the Taliban regime".

Bush and company were planning to invade Afghanistan by at least mid-July 2001 or even before, according to experienced Pakistani diplomat Niaz Naik, who said so a week after the 9/11 attacks on America. In July 2001, Naik was told by senior American officials at a UN-sponsored gathering in Berlin that their intervention "would go ahead by the middle of October". Naik was informed that US advisers were then already stationed in Tajikistan, which borders Afghanistan to the north.

The plan had been made in advance and no 'international law' or 'ethical boundary' was going to stop USA. Even before the bombing of Afghanistan, the Taliban had asked for proof of Bin Laden's guilt, and they offered to make him stand trial in an Islamic court in Afghanistan. This was rejected by the Americans. It was hardly within president Bush's own interests, that Bin Laden be captured alive or placed before a court!

<u>Courtesy</u>: ***Global Research***

ضرورت اسٹاف

ملک کی ایک معروف تعمیراتی کمپنی کو پنجاب اور خیبر پختونخواہ میں اپنی کنسٹرکشن سائٹس پر کام کرنے کے لیے درج ذیل اسٹاف کی فوری ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات کے لیے کم از کم ایف اے ہونا ضروری ہے۔

- **Store Keepers**
- **Account Assistants**
- **Admin Assistants**

BANU MUKHTAR SINCE 1964

CONTRACTING (Pvt.) LTD.

(042) 111-212-111 , 0300-8412314

ضرورت رشتہ

☆ ملتان میں رہائش پذیر 76 سالہ ریٹائرڈ بزرگ پروفیسر کے لیے 50 سالہ دینی مزاج کی حامل بیوہ، مطلقہ خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0301-7400413

☆ لڑکا عمر، 38 سال، ایئر لائن میں انجینئر، کے لیے ہم پلہ، تعلیم یافتہ، دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور اور گرد و نواح کے رہائشی قابل ترجیح۔ حافظہ عالمہ کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0321-6586110

☆ کشمیری فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 33 سال، کو عقد ثانی کے لیے دینی مزاج کی حامل، لیٹ میرج، بیوہ، طلاق یافتہ (بغیر اولاد کے) کے رشتہ درکار ہے۔ (پہلی بیوی فوت، 7 سال کی بیٹی باپ کے پاس ہے)

برائے رابطہ: 0323-4777954

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.40

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore